

جوهر معظم

گل محمد ناطق

(نظر ثانی ڈاکٹر انعام الحق کوثر)



بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

جوہر منظر

از نتائج عظیم بحیرہ سرکان سخن درانی
مولانا میرزا گل محمد ناطق مکرانی

40

مقدمہ

ڈاکٹر انعام الحق کوثر ایم اے پی ایچ ڈی

مقدمہ

(ڈاکٹر انعام الحق کوثر)

علمِ حضریات کی سائنسی ابتدا ۱۸۵۹ء میں ہوئی جب انیسویں صدی کے سب سے بڑے سائنس دان چارلس ڈارون کی معرکتہ آلا کتاب (*The Origin of Species*) طباعت سے مرتین ہو کر منظر عام پر آئی۔ جس میں انہوں نے دورِ حاضرہ میں پہلی مرتبہ ظہورِ انسان سے ماقبل انسانی مراحل کا اتہ پتہ بتایا اور انسان کو مظاہرِ قدرت کا ایک جزو بنا دیا،

حضرت مانی کھوج اور دریافت کی لہریں برصغیر پاک و ہند میں چارلس ڈارون کی مذکورہ کتاب کے ساٹھ سال بعد میں پہنچیں، چنانچہ ۱۹۳۰ء تک سابق بلوچستان اور مکران میں کئی مقامات پر کھدائی کی گئی۔ سر اورل سٹین اور ہارگر بیوز نے اہم انکشافات کئے۔ جن سے مکران کی ماقبل تاریخ پر روشنی پڑی اور کئی تمدن کا علم ہوا۔ جو خاص مکرانی تمدن ہے۔ اور مکرانی کے علاقہ کو لواہ کے ایک مقام گلی کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوا ہے۔ مکران کا وہ حصہ جو سابق بلوچستان میں واقع ہے، عام طور پر ریچ مکران کہلاتا ہے، دوسرا حصہ جو ایران میں واقع ہے، ایرانی مکران کے نام سے مشہور ہے، قدیم تاریخ میں یہ جدروشیہ یا گدروشیہ کے نام سے معروف تھا۔ داریوش (۵۲۱-۴۵۸ء قبل از مسیح) کے دورِ حکومت میں اسے

ڈاکٹر انعام الحق کوثر - پروفیسر انور زویں - فوکیں دذر (مکران نمبر) کوئٹہ -

میکیا یا جڈوشیرہ کہتے تھے، عرب اسے "مکران" سے موسوم کرتے رہے شمس العلماء
 جے جے مودی نے اپنے مضمون (مطبوعہ ایسٹ اینڈ ویسٹ ٹریسٹی ۱۹۰۴ء) میں
 اسے "ماہِ مکران" کا محقق قرار دیا ہے۔ سرتھامس ہالڈیچ، ڈاکٹر بلویو، اور
 سر اولیور سینٹ جھان نے ماہی، خوران کی تصحیف سمجھا ہے، بعض عرب
 مورخوں نے تخسیر کیا ہے، کہ اسے مکران کہنے کی وجہ یہ تھی کہ اس میں
 جناب مکران بن نازک بن سام بن لوزح نے فروکش ہو کر اسے اپنا وطن قرار دیا
 تھا۔ ۲

سرمین مکران سے متعلق دو تاریخی سفر خاص اہمیت کے حامل ہیں -
 ایک سفر مشرق سے مغرب کی جانب اور دوسرا سفر مغرب سے مشرق کی جانب
 ہوا۔ پہلا سفر سکندر اعظم کا تھا، جو اپنے باپ فیلقوس کے قتل پر ۳۲۶ ق م
 میں مقدونیا کا بادشاہ بنا، وہ جب ہندوستان سے اپنے مرکز حکومت کی
 جانب واپس روانہ ہوا تو اس نے بحری بیڑہ نیارگس کی سرکردگی میں ساحل کے
 ساتھ ساتھ روانہ کیا۔ اور خود فوج لے کر خشکی کے راستے مکران میں سے
 ایران اور وہاں سے بابل پہنچا۔ دوسرا سفر محمد بن قاسم فاتح سندھ
 کا تھا، جو شیراز سے خشکی کے راستے مکران کے مرکز میں پہنچا اور وہاں سے

۳۔ بلوچستان ڈسٹرکٹ گزیٹیئر (مکران)، جلد ہفتم - بمبئی ۱۹۰۷ء صفحات ۳۱۳
 دی گریٹ بلوچ - محمد سردار خان بلوچ - بلوچی اکیڈمی کوئٹہ - صفحہ ۵۵
 بلوچ قوم اور اس کی تاریخ فور احمد خاں فریدی - نور محل (ملتان)
 ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۴۹

بلوچی دنیا ملتان کا قدیم بلوچستان ممبر - جزیری - فسرووری ۱۹۶۱ء

پورے مکران کو طے کرتا ہوا السبیل اور دیبل آیا۔ ۱۔

مسلمانوں نے سرزمین مکران کو حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت ۲ / ۵۲۳ء میں فتح کیا۔ اور اس پر مختلف عرب گورنر حکمران رہے۔ لیکن خلافت کے زوال کے ساتھ ہی اس ملک کا نام تاریخ سے گم ہو جاتا ہے۔ پھر مارکو پولو کے سفر نامہ (۱۲۹۲ء) میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت یہ علاقہ ایک آزاد بادشاہ کے زیرِ نگیں تھا، مقامی طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ عربوں کے بعد یہاں کے مقامی رئیس ہوت اور ملک وغیرہ حکومت کرتے رہے، تقریباً دو سو سال پیشتر سے نصیر خاں اول نے فتح کیا۔ اور یہ قلات کا حصہ شمار ہونے لگا۔ حتیٰ کہ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں یہ ریاست پاکستان میں شامل ہو گئی۔ اور اب یہ قلات ڈویژن کا ایک حصہ ہے۔

خطہ مکران زیادہ تر ہندو فارس کی حکومتوں کے مابین رشتہ اتحاد کا کام دیتا رہا آج برصغیر پاک و ہند میں ایسا کوئی علاقہ نہیں جو رسم و رواج میں عربوں سے اتنی مماثلت رکھتا ہو جتنا کہ مکران، عربوں کے غلبہ نے اس کے علم الانساب پر بھی اثر ڈالا ہے۔ تاریخی لحاظ اور علم الانساب کی روش سے مکران سابق بلوچستان کے دوسرے حصوں سے زیادہ اہم ہے۔ اب دسواں کا تنوع، وسیع ریزار، کاشت شدہ گھیتوں کے خوبصورت ٹھٹھے پہاڑوں کے

۱۔ - بلوچی دنیا ملتان کا قدیم بلوچستان نمبر ص ۱۰

۲۔ - ہسٹری آف بلوچ ریس اینڈ بلوچستان۔ محمد سردار خاں بلوچ۔ کراچی

۱۹۵۸ء صفحہ ۵۸

بلوچستان گزٹیر صفحہ ۱۸۳ سفر نامہ مارکو پولو۔ سراچ۔ ٹی۔ جلد دوم صفحہ ۲۲۵

بلوچ اور بلوچستان۔ عبدالصمد۔ سر بازی۔ بلوچی دنیا۔ ملتان ستمبر ۱۹۶۶ء

دلکش نظارے، دلربا نالے اور وادیاں مکینوں کے دل و دماغ پر
 رومانوی نعمات کے لئے ایک تازیانے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور
 اسی نے مکران کو تاریخ بلوچ کے اہم رومانی قصوں اور ذہنی سرگرمیوں
 کا گہوارہ بنا دیا۔ سستی اور سبوں کا معروف فقہ اسی علاقہ سے متعلق ہے۔
 اسی گوناگوں اور بونگلموں خطہ اوس میں مرزا گل محمد ناطق نے اٹھارویں صدی
 کے آخر یا انیسویں صدی کے پہلے حصے میں اپنی خداداد قابلیت کے جوہر دکھائے

صحیح تاریخ پیدائش کا علم نہیں ہوتا۔ فقط اتنا پتہ چلتا ہے کہ ناطق نے اپنی زندگی
 کا ابتدائی حصہ مکران ہی میں گزارا۔ حافظ شیرازی نے اپنی ایک مشہور غزل
 میں فرمایا تھا۔

ایں چہ شورلیست کہ در ددر قمری بسینم
 ہمہ آفاق پر از فتنہ و شرمی بسینم
 ابہان را ہمہ شربت و گلاب وقت دست
 قوت دانا ہمہ از خون جگر می بسینم

ناطق نے اسی انداز میں اپنی ہی نہیں بلکہ اس وقت کے ماحول کی یوں

عکاسی کی۔

نہ کتابی بغل شان ز قلم در کف شان
 در بغل ہمیزم و در دست تبر می بسینم
 ہمہ آفاق بز شند گلاب وقت دست
 مکران را ہمہ از خون جگر می بسینم

اپنے وطن میں جو ہر خدا داد کی قدر نہ پا کر ناطق نے سندھ کا رخ کیا۔
 اور وہاں انہیں میر صاحب بدار خاں تالپور (تخلص میر - ۶۲ - ۱۲۱۴ھ/۱۸۰۲ء - ۱۸۰۲ء)
 کی سرپرستی حاصل ہوئی۔ میر صاحب نے انہیں "دلخوش" ریلوے میں اس کا مترجم
 دلوش سے، تخلص عطا کیا، اس سے پہلے اپنا نام ہی بطور تخلص استعمال

۱ - میر فتح علی خان "فاتح سندھ" کے فرزند اور مجدد تھے۔ علم و ادب
 کے شیدائی اور قدردان، مطالعہ کے بے حد شوقین تھے۔ فارسی میں متعدد
 کتابوں کے مصنف ہیں۔

مثلاً - ۱۔ خسرو (شہزادہ سیف الملوک، شہزادہ نامہ، شہزادہ خسرو شیریں شہزادہ
 ماہ و مشتری، شہزادہ نامہ) ۲۔ خلاصۃ التذویٰ ۳۔ دیوان میر
 نمونہ کلام -

بادِ محمد بر انداخت از عارضت نقابی
 از زیر ابر بیرون گردید آفتابی

بفتح عشق خداوند نظر تم بختد ؟
 از آہِ سینہ گرفتہ بدوش خود علمی

ای زلف سرکشی بہت عجیب چیت
 در وادی طلب چو من آوارہ نیستی

تکمید سخاوت الشعراء: جمع دہرانی سید حسام الدین اشہدی، کراچی ۱۹۵۸ء

کرتے تھے ایک غزل کے چند اشعار سلاخط فرمائیے

ای کہ پر خندہ دمی بچو سیما داری

سوی این مردہ تنم بہر خدا و آری

گرچہ ما عرق بغیر قیم دہیں در طہ عشم

سہر زخم گر یکند دست تو بر خور داری

سند کیان بدلم کلبہ احسان گشتہ

تا کہ دیدہ است گلستان تو با گلزاری

سہر شد سار سہر از خم ابر کرمت

جز کہ ما تشہ لبانیم ازین بسیاری ۱

چند ویرانہ بتعلیم تو گو یا شدہ است

دہ اگر طوطی من بود برین ہشیاری

ذرہ سان رقص کنان گرد رکابت مجہم

خفتہ بختم چہ کنم چون نکند بیداری

گل محمد عمل تست دعسا گفتن بس

بکند ورنکند باش ز بس گفتاری

گل محمد دلخوشش نے ایک دن ناراض ہو کر کہا تھا سے

آبرو گر طلبی آب ستاری مطلب

لقمہ چرب بجز نان جواری مطلب

مخدوم میاں عبدالغفور نے جواباً فرمایا سے

آبرو گر طلبی آب ستارہ مطلب

لقمہ چرب بجز نان جواری مطلب

جب استاد زمان مسازنہ مدد اور میاں عبدالکریم بن بجر علوم میاں عثمان
 (قدس سرہما) نے سنا تو ناخوش ہوئے۔ دلخوشی نے ایک دوسری غزل کہی جس
 کا مطلع تھا

طرفہ شہریت متاری کہ بسامان گردد
 خالی از شور و شرف و فتنہ دوران گردد
 اس پر میاں صاحب خوش ہوئے۔

مخدوم محمد ابراہیم خلیل نے دلخوشی کے بابے میں لکھا ہے، "جامع کمالات
 حاوی حسات، لبعربی نائق بفارسی رائق میاں گل محمد سکرانی است۔ مشافی بان
 حد بود کہ زیاد از نصف شرح وقایہ یاد داشت و ہدایہ" فقہ راہم یاد دے کر دانہ
 ربیع در گذشتہ باشد۔ کلام فارسی ہم بسیار بر زبان داشت، در علم صحبت ہم کم
 کسی یاد سپہ سوزند، الغرض از عجب روزگار بود، دلخوشی اور محمد ابراہیم خلیل مولف
 تذکرہ تکلمہ مقالات الشعراء کے والد ماجد (مخدوم عبدالکریم ثانی المعروف بہ وائم
 الصور المتوفی ۱۱۶۴ھ کے مابین بہت الفت تھی، چنانچہ محمد ابراہیم خلیل نے بلا
 ہے۔ "بحضرت وائم الصور والد ماجد فقیر، بسیار الفت داشت و شہور بلکہ سنین
 بدوہ باشد کہ در خانقاہ ابن فقرا گذرانید۔ حضرت والد میفرمودند کہ علم صحبت
 مائتیر صحبت دلخوشتر است۔"

اسی تذکرہ نگار نے لکھا ہے کہ میر صوبدار خان تالپور نے دلخوشی کا ردینہ
 بھی مقرر کیا تھا۔ لیکن عالی ہمت ہونے کے باعث اُسے منیر نے اجازت نہ

دی اور اس نے ہندوستان کا رخ کیا۔ وہاں ناطق تخلص اپنایا۔ اور بلند مقام پایا۔ قیاس چاہتا ہے کہ جیسے در صدفویہ میں ایرانی غزل گو شعرا قدر و منزلت نہ پا کر عازم ہندوستان ہوئے۔ اور جیسا کہ کوثر می نے اس وقت کے حالات کو یوں پیش کیا ہے۔

کہ در ایران کسی ناید پدیدار
کہ باشد جنس معانی را خریدار
در ایران تلخ گشتہ کام جانم
بیاید شد سوی ہندوستانم
کہ نہ بود در سخن دانان دوران
خریدار سخن جز خاٹخسانان
اور علی قلی سلیم نے کہا تھا:-

نیست در ایران زمین سامان
تا نیامد ہندوستان
دلیے ہی دل خوش (ناطق) ہندوستانی شہزادوں بن کی فیاضیوں کے
چرچے عام تھے کہ درباروں میں شمت آزمائی کا سوچا ہوگا
نواب محمد صدیق حسن خان تحریر فرماتے ہیں:- "از دیار خود سری بہ ہند
کشید دشتی از عمر دریلدہ لکھنؤ بسر برو و بملح محمد علی شاہ داعی علی
شاہ و امراء دولت قصابہ فردان پرداخت " لکھنؤ سے گویا سونے
صبا از جانب ناطق سلامی خاک مکران را
کہ من چون غنچہ دل در گلشن ہندوستان بستم

سے عزیزان وطن دست بستہ از من
کہ کشتہ ہندم دبیزان گلابی پیشتر

PRE-JAUGHAL PEKSIAN IN HINDUSTAN - I
M.A. GHANI. ALLAHABAD 1941 P. 245

۲- شیخ المصطفیٰ محمد مصطفیٰ

انہیں اہل وعیال اور وطن کی یاد اس طرح رلاتی ہے
 گاہ دریا ام از درد گرفتاری بخش
 گاہ در گریہ ام از فرقت اطفال و عیال
 عفو کن جرم نالہ ام صیاد کا دم یاد از آشیانہ بخش
 ایک رباعی میں اپنی حالت کا نقشہ کھینچ کر رمال بننے پر افسوس
 کا اظہار کرتے ہیں۔

ناطق چو بلا بدہر بد فال شدی دراز ولس و اطفال شدی
 شاعر شدن از برفلاکت کم بود کای خانہ خراب از رمال شدی
 لکھنؤ ہی سے ناطق نے مرزا غالب 1867 - 1885 ء کو
 خط لکھا جس میں اپنی زندگی کے حادثات اور آفات کا ذکر کیا ہے۔ رمیوں
 اور امیر زادوں کی اُس بے حسی اور مردہ دلی کا شکوہ کیا ہے، جو وہ فن
 کاروں، اور اہل علم حضرات سے ردا رکھتے ہیں۔ پھر اسی خط میں غاب
 کے ایک شعر پر اظہار خیال فرماتے ہیں۔ مرزا غالب نے اپنی مثنوی "درد و
 داغ" میں ایک مزیدار کہانی بیان کی ہے، کہ کیسے ایک عورت کی دعا قبول
 ہوئی کہ وہ پھر سے جوان ہو جائے، جوان ہوتے ہی اُس کے تیور بدل
 گئے اور اُس نے اپنے شوھر کو دھتکار دیا۔ چنانچہ شوھر نے اُس کی
 بے وفائی سے آزرہ ہو کر بدعیا کی اور وہ سورنی بن گئی۔ وہاں مرزا غالب
 کہتے ہیں ۴
 خوک شد و پنجه زدن ساز کرد
 باسرو روعریدہ اغ ساز کرد

اس پر ناطق تحریر کرتے ہیں۔ "کاتب لفظی بصورت پنچبہ قلم دادہ
 است آیا ایں چه لفظ است، چه اگر فی نفس الامر پنچبہ باشد پس
 خوک هم دارو نہ پنچبہ، اگر مجالست خطی با پنچبہ دارد یا آنکہ نزد شعرا
 اطلاق کم دینچبہ بہ محل ہمدگر جائز الاستعمال است پس اعلام باید فرمود
 تالی بحقیقت آن بردہ ہاشم"

غالب کی سلیم فطرت اور حق پرستی کی داد دینی چاہیے کہ انہوں
 نے اس تبصرہ کی معقولیت کو محسوس کیا اور پہلا مصرعہ ایسے بدل دیا
 خوک شد و بد نفسی ساز کرد
 اور اپنے خط میں لکھا۔ "از غالب ہرزہ سرا، بہ ناطق رنگین،
 سلام!"

راست میگویم دیزدان نہ پسندد جز راست
 حرف ناراست سرودن روش باہر مذمت
 یہ تیزی دم ذوالنقارہ بہ فروغ گوہر حیدر کرار، سو گند کہھیما
 پای خوک در نظر نہ بودہ است، اگرچہ نوع آفرینش را در دیرا نہ
 خرابہ بالبار دیدہ ام، اما ظرف نگہی بکار نبرده ام، گمان من آن بود
 کہ خوک همچو سنگ و گربہ پای دارد۔ اکنون از روی نوشتہ شما در نظر

۱۔ کلیات نثر غالب۔ طبع سوم لکھنؤ ۱۸۸۴ء صفحات ۲۲۲، ۲۲۵
 ہی مکتوب پنچ آہنگ "میں چھپا ہے، جو بلندہ بھی چھپی تھی۔ متفرقات غالب
 میں مسعود حسن ادیب رضوی لکھنوی نے غالباً ۱۹۲۷ء میں ہندوستانی الہ آباد پریس سے
 چھپوالی گئی تھی۔ ناطق کا وہی خط چھپا ہے جس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

جلوہ کر دکھو کہ سم دارد و پنجه ندارد۔ کاش نامہ شامی میں ازان کہ
 کلیات نقش الطباع پذیرد، بمن رسیدگی نادرین مصرعہ —
 نوک شد و پنجه زدن ساز کرد — بجای عہ پنجه زدن "بد نفسی"
 ہشتمی "۔

مولانا غلام رسول مہر تحریر فرماتے ہیں۔ "غالب کا صرف یہی خط
 ناطق کے نام "پنچ آہنگ" میں چھپا ہے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ
 ان کے درمیان بے تکلف دوستانہ روابط تھے۔ ایسا نہ ہوتا تو ناطق
 کو یوں امتباہ کا خیال آتا اور نہ مرزا غالب اس انداز میں جواب
 دیتے، اغلب سے دہلی یا لکھنؤ میں دونوں کے درمیان ملاقاتیں
 بھی ہوئی ہوں۔ لکھنؤ کی ملاقات اس صورت میں ممکن ثابت ہوگی،
 کہ ناطق ۱۸۶۷ء سے پیشتر لکھنؤ پہنچ گئے ہوں اور دہلی کی ملاقات زیادہ
 یقینی اس لئے ہے کہ ناطق لکھنؤ جاتے ہوئے دہلی میں ضرور ٹھہرے
 ہوں گے، اور کسی فارسی گو شاعر کا دہلی سے گذرنا اور مرزا غالب کو نہ ملنا
 قیاس میں نہیں آتا "۔

ناطق کے چند اور مکتوب بھی ملتے ہیں۔ جن میں وہ مرزا غالب
 کے اس ارشاد "مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا۔ دور سے بیٹے بزبان قلم باتیں کیا
 کیجئے" پر عمل پیرا نظر آتے ہیں، وہ منشیانہ تکلفات کو نبھانے کے بعد

ع۔ سلیم ماون۔ لاہور سے جناب مولانا غلام رسول مہر کا خط راقم الحروف کے
 ام ۲۲ نومبر ۱۹۶۸ء
 ۲۔ غالب نامہ۔ محمد اکرام مجیبی۔ پورٹا انٹرنیٹ صفحہ ۶۰

اراندہ نامدارم بخند بدمی در عائی پیش می آیند و بمسک سلوک قدمی
 نمیکند از ندمک ایولای خاکی و مخلوق بودا ہوس انسا نیم چاونہ دریں مذہمائی
 دراز بغیر داخل علی قدر احتیاج متکفل مخارج لا بدی بودہ روزرا
 بسا ہی و شب را بسفیدی رساتم ہوس ام کیمیا گریستہم کہ بیطعمی کارم
 باشد من و خدای من در حق ما صد درجہ رحمان بر این دیار ابرسان
 داشت یاران قدر شناس با این ہمہ کوتاہ دستی در بارہ ما ید طولی داشتند
 بہ زر قدر دانی خریدار کالائے کاسدم بودند ۔

ناطق ۱۲۲۳ھ (۱۸۴۸ء) میں اللہ کو پیارے ہوئے ۔
 ناطق مکران گل محمد خان سے یہی تاریخ نکلتی ہے ۔ آپ کے عزیز شاگرد
 تھے ، منشی جواہر سنگھ جوہر ۔ انہوں نے آپ کے اشعار پجا کرنے کے لئے

رائے جھیل دہلوی (جن کا ذکر یادگار غالب از مولانا الطاف حسین حالی
 الہ آباد ۱۹۳۱ء صفحہ ۳۷۷ میں آیا ہے) کے دے بیٹے تھے ۔ جواہر سنگھ
 جوہر ۔ اور ہیرا سنگھ درد ۔ یہ جواہر سنگھ جوہر اور شخص ہے جو جواہر سنگھ
 جوہر ناطق مکرانی کا شاگرد تھا ۔ وہ لکھنوی تھا ۔ اور اس کے والد
 کا نام بخند در سنگھ راتم تھا ۔

سلم ٹاؤن لاہور سے جناب مولینا غلام رسول مہر کا خط راقم الودف
 کے نام ، مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۶۸ء ۔

ان مراسلات میں اپنا دکھ ٹراہمی سُناتے ہیں۔ اس انداز پر غالب کی چھاپ
 کا گمان گذرتا ہے۔ ایک رقعہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ شہسپائی گذرد کہ در
 دیرانہ فقیر چراغ نے سوزد حساب، دیکر بی سرو سامانی راز نجا نمیتواں
 برداشت دبا این ہمہ کیسہ بعبابون زد گیہا مامور پرداز نشر و نظم ص۔

اسی چہ ظلم است کہ بر ما رود از اختر ما

نظم و نشر کا صلہ ملاحظہ فرمائیے۔

”یازدہ سال میگذرد کہ بفرمائش مرہبان صد ہا نظم و نشر پر داختم
 و لغیر حرمان چیزیں دیگر نیند و ختم۔ همان حسرت است کہ امر دوز صورت
 کوفت گرفته کا ہفت جسم و جان می نماید اگر این ہمہ دماغ سوزیہا نکرده
 بودی اس کامیہ تاسف ہا نکر دمی۔“

قرض خواہان کا انتظار دیکھیے۔

”عمر گاہ کہ از طرف خان مذکور دام اقبال ہم بر میگرددم از دھام قرض خواہان
 بیشتر می شود کہ شاید چیزی آورده باشد و بما نمیدد۔“

ایک مقام پر دہلی اور وہاں کے قدر دانوں کا ذکر خیر کرتے ہیں۔

”دلم از صیاد نشان اینجا مانند مرغ آشیان گم کرده ماند کہ نہ صبح

قراری و نہ شام آرامی۔ وحشیانہ دریں خرابہ بسری برم و بجمال بی لطفی
 میزیم کلا نثر ان اینجا با این ہمہ تعارف و محبتا غیر از نیکہ بواہ واہ نوازند و در پلہ

۱۔ جوہر نظم صفحہ ۲۲۔

۲۔ جوہر نظم صفحہ ۲۲۔

۳۔ جوہر نظم صفحہ ۲۳۔

۴۔ جوہر نظم صفحہ ۲۰۔

سہی بیخ سے کام لیا۔ جو اشعار دستیاب ہوئے انہیں جوہر معظم کے
تاریخی نام سے مرتب کر دیا۔ جس کے اعداد ۱۲۶۲ ہی برآمد ہوتے ہیں
مطبوعہ دیوان کے سرورق پر جوہر معظم کے ساتھ ۱۲۶۹ درج ہے۔
جو درست نہیں۔ راقم الحروف نے اپنی کتاب "بلوچستان میں فارسی
شاعری" (صفحہ ۱۷) میں ۱۲۶۹ ہی تحریر کیا ہے۔ بعد میں عدد نکالے تو
معلوم ہوا کہ ۱۲۶۲ ہی صحیح ہے۔ اس کی تصدیق جناب مولانا
غلام رسول مہر سے کرائی۔ انہوں نے لکھا "جوہر معظم" پر ۱۲۶۹
غالباً آغاز طباعت کا اظہار کر رہے ہیں۔ ورنہ جوہر معظم سے ۱۲۶۲
ہی نکلنا ہے۔ یعنی ناطق کی تاریخ وفات یہ بھی ممکن ہے کہ ہندسہ
۹ غلط لکھا گیا ہو، حقیقتاً ۱۲۶۲ ہو۔ بہر حال آپ کے
شمار میں کمی مستم نہیں ماشاء اللہ۔

جوہر معظم ۴۶ صفحات (تقطیع ۹ ۱/۴ x ۵ ۱/۴ - متن ۵ x ۹)
پر مشتمل ہے۔ اشعار کی تعداد ساڑھے گیارہ سو کے لگ بھگ ہے۔ اسے
نولکشور والوں نے ۱۲۷۷ھ بمطابق ۱۹۶۰-۶۱ء میں لکھنؤ سے طبع
کرایا۔ قطعہ تاریخ از مولوی رفعت علی رفعت ملاحظہ فرمائیے

چو کلیات ناطق اوستادی

کہ شد کنز الجواہر در دہن ہا

بیطبع آمد ز طبع رفعت جنت

بتاریخ گلستان سخن ہا

۱۲۷۷ھ

۱۔ مسلم ٹاؤن لاہور سے لانا غلام رسول مہر کا خط راقم الحروف کے نام مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۵ء

جوہر معظم قصیدوں، غزلوں، رباعیوں اور نثری رقعوں پر مبنی
 ہے۔ کلام پر تبصرے سے پیشتر جوہر معظم کے مرتب کرنے والے کے
 بارے میں جو معلومات ہاتھ لگی ہیں، وہ پیش کی جاتی ہیں۔
 سخن شہرا میں مندرج ہے۔ جوہر تخلص جوہر سنگہ ولد بجاورد
 سنگہ راقم ہاشدہ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر دمرا ناطق فارسی گوئے
 اردو کے یہ دو شعر بھی موجود ہیں۔

تیر ہاتھوں شہادت میرے سر کٹنے کی دیتا ہے
 دھڑکنامی سے سینے کا پھر کنا تیرے بازو کا

رد برد آپ کے کیا یوسف مصری کی بساط !
 سر بازار بچھاتے ہیں خسریدار آنکھیں
 روز روشن میں صبار قطراز ہے "جوہر، جوہر سنگہ لپسہ
 بخت اور سنگہ راقم لکھنوی شاگرد گل محمد خسان ناطق مسکرائی
 است"

حرفِ رخت ای ماہ چو در انجمن افتد
 چو شمع زبان ہرے در سوختن افتد
 آید بہ نظر ہر گگل رشتہ شمسچی
 از روی تو گر پردہ بہ صحن چمن افتد

سخن شعراء عبد الغفور خاں نساخ کلکتوی۔ لکھنؤ مطبعہ نو لکھنؤ ۱۸۷۲ء صفحہ ۸۸
 روز روشن، مولوی سید مظفر حسین صاحب، مطبعہ شاہجہانی سوہال۔ ۱۲۹۵ء صفحہ ۱۵

کار زمانہ غیر حجابی نیا فتم
 دنیا سوا ہی نقش بر آبی نیا فتم
 لعلت ازیں چہ سود کہ قند مکر راست
 چون من از د بجز آبی نیا فتم

ضمخانہ جہادید۔ میں تحریر کیا گیا ہے جو گوہر منشی
 جوہر سنگہ جوہر خلف منشی بختاؤر سنگہ راقم ذمی استعداد اور
 بالکمال سخنور تھے۔ فارسی کی استعداد عالمانہ تھی، اور شعر بھی خوب
 کہتے تھے۔ مولانا گل محمد خان ناطق سے تلمذ تھے۔ اردو میں خواجہ
 وزیر کے ارشد تلامذہ میں انھیں سمجھنا چاہیے۔ آپ قوم کے کالستھ
 اور راجہ لال جی (جو سرکار امجد علی شاہ اور واجد علی شاہ میں سلطنت
 ادوہ کے بخشی فوج تھے) حقیقی خواہر زادہ تھے۔ انتزاع سلطنت
 ادوہ کے بعد جوہر سلسلہ درہم برہم ہوا۔ تو مہاراجہ سردر گے سنگہ
 دالی بلرام پور نے ازراہ تدر دانی اپنے پاس بلا کر رکھا اور
 رفتار خاص میں داخل کر لیا۔ مدت العمر اپنے پاس سے جدا نہ
 ہونے دیا۔ تصوف اور وحدانیت کی طرف طبیعت کا خاص
 رجحان تھا۔ نہایت پیرو اور خوش کلام سخن ور تھے۔

ضمخانہ جہادید اور حصہ دوم - لالہ سری رام دھوی (ص ۲۱۲ - ۲۱۵)

آپ کی طبیعت کی آمد کا آرازہ اس سے ہو سکتا ہے، کہ پانچ دیوان
آپ کی تصنیف سے شائع ہوئے، جن میں سے دو مطبع نو لکھنؤ میں اور
تین مطبع عام سیالکوٹ میں چھپے ہیں۔
نمونہ کلام :-

جو ہے جسری بحکم خدا لازوال ہے
شہباز ہے حرام، کبوتر حلال ہے،

قاطع برہان :- کی بحث میں جب مولوی احمد علی جہانگیر نگرنی
(دھاکہ) کی کتاب "موئید برہان کی اطلاق مرزا غالب کو ملی اور معلوم ہوا
کہ اس میں بہت سے لوگوں کی تقریظیں چھپی ہیں۔ تو مرزا نے اس شعر کا ایک
قطعہ لکھا جس میں تقریظوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

۵

غازبان ہمراہ خویش آوردہ از بہر جہاد
تا نہ پنداری کہ اس پیکار تنہا کردہ است

تو اس پر بیت بازی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عبدالصمد سلہٹی نے
مرزا ہی کی زمین میں ایک طویل قطعہ جواباً لکھا۔ باقر بہاری اور فخر الدین
حسین سخن دونوں نے سلہٹی کا جواب لکھا۔ سلہٹی نے جواب الجواب دیا
ان دونوں نے پھر دو طویل قطعے لکھے اس موقع پر جواہر سنگھ جوہر
لکھنوی نے ایک قطعہ مرزا کے خلاف لکھا۔ لیکن وہ مرزا کی زمین میں
نہ تھا۔ باقر اور سخن نے اس کے بھی جواب لکھے۔ غرض مولانا غلام سول
مہر کے انداز سے کے مطابق جو شعر اس بیت بازی میں لکھے گئے
وہ ہنگامہ دل آشوب حصہ اول و دوم میں چھپ گئے تھے۔

رسالہ اردو میں ایک مرتبہ یہ دوبارہ شائع ہو گئے تھے۔ ان اشعار کی تعداد
سات سو کے قریب تھی۔

گلستانِ مُسرت :- میں بھی جواہرِ سنگھ جوہر کے اشعار درج کئے
گئے ہیں۔ جیسے "سزایابی معشوق" سے متعلق پچاس شعر ہیں۔ چند اشعار
ملاحظہ فرمائیے۔

چشمِ توتّر کست یا سفاکُ یا وحشی غزال !

یا فسرنگی یا فسوس یا ساعرِ صہباست این

شعلہءِ جالسوز یا برقِ بلا یا تیغِ تیز

تیز ناوک یا لگاہِ شوخ بی پرواست این

ماہِ اوجِ دلبری یا آفتابِ روزِ حشر

برقِ کوہِ طور یا رونے جہانِ آراست این

دازہءِ مشک است یا طاؤسِ گلزارِ بہشت

اخترِ صبح است یا حالِ رُخِ زیباست این

قہقہہ کبکِ دری یا خندہ صبح بہار

خندہ ات یا ابتسامِ غنچہءِ رعناست این

لحنِ داؤد است، یا گلبانگِ یا آوازِ تو !

قلقلِ می یا صیفرِ بلبلِ شیدا است این

ڈاکٹر مسلمان ڈن لاہور سے جناب مولانا غلام رسول ہمدانی کے خطوط راقم الحروف کے نام
مورخہ ۲ نومبر ۱۹۶۸ء اور ۷ نومبر ۱۹۶۸ء

گلستانِ مُسرت - لاہور ۱۳۲۱ھ صفحات ۴۴ تا ۶۶
رکتاب خانہ ریفورم پبلشرز

شمع کافوری است این یا گردن آن مر لقا
شاخ گل یا نخل مو میں است یا مینا است این

تختہ عجاج است یا سنجاب یا لوح بلور
سینہ صاف تو یا اکینہ دلہا است این

کعب یا کعب غزال کعبہ یا نارنج صاف
ناذہ آہوی چین یافتہ بر پا است این

برگ گل یا موجہ بحر زاکت یا تدر و !
لالہ گلزار خوبی یا نگارین پاست این

گلستان سرت - میں دوسرے مقامات پر جو اشعار قلمبند ہوئے
ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں -

صفت قشقہ و افشان

بر حسین تو این نہ افشان است
ذره بر آفتاب تابان است

یا مگر ز آتش رخ تو شرر
اختر صبح سان درخشان است

صفت گوش و بنا گوش

پردہ گوش آن بت طراز

جان نواز است بچو پردہ ساز

گلستان سرت لاہور ۱۳۳۱ھ صفحات - ۱۵۷، ۱۷۹، ۱۸۰
۶/۱۹۱۲

کلید را تو ساز کارم شو - !
کہ می بامن او شود دمساز

بالای بن گمش تو آویزهٔ پاقت
برقیست درخشان کہ بچمن چمن افتد

صفت علم و قلم و درس و غیره

نور جهان گیم فرمائی ہیں ۔
ہنوز آں طفل خست دیدن نداند
نگہ دزدیدن و دیدن نداند

پھر کہتی ہیں سے
دقیقہ ہای معانیش در سوادِ حروف
چو در سیاہی روشنی پروین است

بقول طالب ہے
خرد سالی کہ ہنوز آبلہ نشاخصت
ادچہ داند کہ درون دل پر آبلہ چیت

بابا فغانی کا ارشاد ہے سے
معلم چون تجلیم خط از دستش قلم گیرد
خط او بیند و تعلیم از آن مشکین رقم گیرد

اب جوہر کا خیال دیکھئے :-

کردہ ای غینے عثمان و لبان را بہشت

منصب رضوان مبارک باد استاد ترا

ناطق نے شاہان اودھ (محمد علی شاہ اور واجد علی شاہ) اور دیگر
اراکین دولت نواب امین الدولہ، قطب الدولہ، شرف الدولہ مدبر
الدولہ وغیرہم کی تعریف میں قصائد رقم کئے یہاں جس جذبے کی کار فرمائی
ہے۔ اس کا اظہار ان کی زبان سے یوں ہوتا ہے :-

ز شاخ خشک خسامہ گل نشا تم

مگر در حسد باری تر - زبیا تم

ولی دشوار حسد زو الجلال ست

زبان خسامہ شنجہ لال ست

بیانا نغمہ دیگر سرا ایم

لسان نغمہ زین پردہ برا ایم

سخن سحری چہ سحری با کمال ست

حلال است و حلال است و حلال ست

برین رہ جوہر خود آزمایم

زعالی جوہران جوہر نام ایم

جسطرح نظامی گنجوی $\frac{۵۲۵-۵۹۹}{۱۱۳۰-۱۲۰۲}$ اپنی عرفانی مثنوی

”مخزن الاسرار“ کا آغاز بسم اللہ سے کرتے ہیں اور کہتے ہیں -

ہرست کلید در کتب حکیم
 اسی طرح ناطق کے قصائد کی ابتدا ان اشعار سے ہوتی ہے
 بسم اللہ الرحمن الرحیم
 بسم اللہ الرحمن الرحیم
 بسم اللہ الرحمن الرحیم
 بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرب میں قصائد کا یہ انداز تھا۔ کہ تمہید میں عشقیہ اشعار ہوتے تھے۔ بن کوشیب (نسب یا غزل کہتے ہیں پھر کسی تقرب سے ممدوح کا ذکر کرتے تھے، اس کو بملحاح میں مخلص یا گریز لپکارتے ہیں، پھر مدح ہوتی تھی اور دعا پر خاتمہ ہوتا تھا فارسی نے بھی اسی قسم کی پیروی کی اگر تشبیب نہ ہو تو خطابہ اور تمہید اشعار ہوتے ہیں۔ قصیدہ کیے حسن کا معیار تین چیزیں (۱) مثنوی پہلا شعر کس شان کا ہے۔ ۲۔ مخلص یعنی ممدوح کا ذکر بظاہر بلا قصد آگیا ہے، کہ گویا بات میں بات پیدا ہو گئی ہے (۳) مثنوی یعنی خاتمہ کس عمدگی سے کیا ہے، (۴) تدرار دی گئی ہیں۔ ناطق نے اپنے قصائد میں اسی روایت کو برقرار رکھا ہے ان کے قصیدے زیادہ تر خطابہ ہیں۔ دو قصیدے حضرت علیؑ کی منقبت میں ہیں۔ ان کے یہاں قصیدے کے لوازمات

۱۔ جواہر معظم صفحہ ۳

۲۔ شعرا العجم۔ حصہ پنجم۔ مولانا شبلی نعمانی۔ لاہور ۱۹۲۳ء صفحہ ۱

(شوکتِ الفاظ، ندرتِ تشبیہ، عکس و تمثیل، اجادتِ ترکیب اور مبالغہ)
 آبِ دُتاب کے ساتھ جلوہ گر نظر آتے ہیں جبہٴ حجتہٴ اشعار پیش
 خدمت ہیں :-

قصیدہ در منقبت :-
 آمادہ شو بجایزگی روضہٴ حسان
 کاینک ز دم بہ منقبتِ شاہِ انس و جان
 شاہِ دچہ شاہِ آنکہ گدایانِ درگہش
 گیرند بآج رتبہٴ ز شاہانِ شہِ نشان
 شاہِ رچہ شاہِ آنکہ ز دریایِ رفعتش !
 موجیت کہکشان و جابلیتِ آسمان

یا علیؑ مدح تو سنجیدن نہ حلز ناطق است
 گر چہ سنجیدست در مدحت ہمہ لب لباب

قصیدہ در مدح حسین آباد
 نہی بزیب علم در جہاں حسین آباد
 کہ داروش بچہاں تا ابد حسین آباد
 بشاہراش اگر گسری بیا بخرام
 کہ گرمان جہان را بود بیل رشاد

گریز کا شعر دیکھیے

سپہر بہر تماشا ہم ایستادہ شود
 بسیر آن چو شتابشہ فرشتہ نہاد
 مدح کے بعد اس شہر کے آباد ہونے کی تاریخ کو یوں بیان کیا

ہے۔ ہ
 تو ان نمود کمون اکتفا بتارغیش
 بسان خلد شد آباد این حسین آباد

۱۲۵۶

ایک قصیدے میں جو نواب امین الدولہ کی تعریف میں ہے۔
 اس طرح لکھنو کا ذکر کیا ہے۔ "چینین" میں حسن طلب کی جھلک
 بھی دکھائی دیتی ہے۔

گر چینین تربیت اہل سخن خواہی کرد

لکھنو غیرت شیراز و صفایان گردد

منشی الماک مدبر الدولہ و لد راجہ جو الابر شاد کی تعریف میں قطعہ
 کہا ہے۔ اس میں لکھنو کا ذکر کر کے اپنی خواہش کو بڑے خوبصورت انداز
 میں اجاگر کرتے ہیں۔

لکھنو جنت است بان میسند

کہ برین بی گنہ سقر گردد

تشبیہ خوب ہے یہ۔

باشد دل سود تو ز آہ سرد خویش

چول غنچہ کہ شہر انام

مبالغے میں رعنائی دیکھیے۔

چشمہ ہا چشمہ آئینہ صفت خشک شوند
گر سموم غضبت روی نہد سوی جبال !

داجد علی شاہ کی مدح میں ایک قصیدے کی تشبیب میں موسم
بہار کی وجد آفرین کیفیت ملاحظہ فرمائیے۔

زمانہ بسکہ ز نوروز عشرت تان ست
الم شکفتہ و اندوہ نیند خندان ست

بہ تیغ سبزہ مسخر نمود روی زمین !

کنون سراسر آفاق از بہار تان ست

ز سنبلی و سمن و سبزہ و گل و نسربین

فرزخانے زمین جملہ یک گلستان ست

بسیر باغ بہ شبہا کر ست حاجت شمع

چراغ لالہ ز لبس ہر طرف فروزان ست

عرفی شیرازی (۱۵۵۵ء - ۹۹۹ھ) اور مرزا غالب کی طرح -

ناطق بھی تصائد میں اپنا ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔ یہ ان سخنوروں کا خاصہ ہے
جنہیں دل سے مدح سرائی پسند نہیں ہوتی۔ لیکن حالات سے مجبور
ہو جاتے ہیں، وہ دراصل قصیدے کو کارہیوں سے پیشہ گان سمجھتے
ہیں۔

ناطق گویا ہوتے ہیں۔

درین زمانہ میں آن شاعر م کہ نتوان یافت
نظیر من بہ سخن در قلم و ایجاد
زبان طعنه کشودست بکر معنی عمن
بجس عشوہ طراران خلغ و نوشتاد

نگذہ زلزله از ذوق شعر حالی عمن
سماع و لیس بقرن و جنید در بغداد

نواب شرف الدولہ کی صفت میں جو قصیدہ ہے، کی شبیہ
بجس طمطراق سے کرتے ہیں،

آن بلبلہ کہ گزین سر کند فغان
از سرد رفت آتش موسی شود غمیان
آن گلشنم کہ باد ز فیض شمیم او!
بخشد مبردہ چون نفس عیسوی روان
آن شبنم کہ موی کشان آفتاب را!
آرد سرد و بند بہ اش از جام آسمان
آن قطرہ ام کہ بالداگر بود خود خویش
ہر قطرہ اش نشان دید از بحر بکران
آن ددیم کہ ہر شرری کش جوہر رنگ
گرد بہ شد شجر طویہ ہمہ زبان
آن شاعر م کہ شعرت شعر م بہمان گرفت
چوں صیت کام بخشی دستورہ نشان

نہلق اپنی بلند مہمتی اور بلند حوصلگی کے اظہار سے نہیں چوکتے
کہتے ہیں۔

من کیستم بہ کنج قناعت نشسته
در بستہ بروی تمنای این و آن
آزاد و زقید تعلق زمی سده
نہ خادم فلان نہ مخدوم بہدان
پوشد ز بخیہ خسرو من دیدہ از نصب
خندد ز چاک کہنہ پلاس من بہ پر نیان
انلا س کو زخم من الماس پارہ رہتہ
دل را کلو گرفته ام از نالہ دفعستان
بختم اگر چه کیسہ بہ صابون زدہ ست لیک
ناید سرم فرو بسیہ کا مسکان ہسان
گر مان بخرتم ز سد خاک مے خورم
در یوزہ گر نیم کہ دھم ابرو بہ نان

واردات قلبی براہ راست انسان کے فطری جذبہ عشق سے پیدا
ہوتے ہیں۔ لہذا غزل کا محور معشوق ہے۔ اب ایک قذیل تو عاشق کے
ہاتھ میں ہے، جسے قذیل عشق کہتے ہیں۔ اور دوسری قذیل معشوق کے
ہاتھ میں ہے، جو قذیل حسن ہے، اور اس طرح غزل کی یہ بزم
رنگین منقوش ہوتی ہے، عشق میں سوز ہے۔ گداز ہے، تب و تاب
ہے۔ بے قراری، کسک، تپش اور ملگن ہے۔ فطرت کا عطیہ
ہے۔ آب و گل کا بخوڑ ہے۔ پرندوں کی اڑان سے، حاندک اچانک

اور سورج کی تابانی ہے، محبوب و مستور ہے۔ — عشق آگے بڑھتا ہے
 حسن شرمانا ہے، آنکھیں پھاڑتی ہیں۔ جذبات ابھرتے ہیں۔ —
 شراب لذت دہانی جاتی ہے۔ کائنات ٹکڑے ٹکڑے لیتی ہے۔ — حسن
 شرمندہ نظر نہیں ہوتا۔ عشق بے تاب ہو جاتا ہے۔ عاشق سر ٹکراتا ہے
 چیتا ہے، چلاتا ہے، بے کس، بے بس، — یہ ہے
 غزل کا وہ میکہ۔ جہاں کی ہاڈ پور آپ کو غزل کے رگ و پے میں
 ملتے ہیں۔

اور پھر اسی مینجانے میں مے نوش، عشق محبوب سے بڑھ کر بالاتر
 سن سے بھی لو لگاتے ہیں۔ اس وقت فضا میں کانپ اٹھتی ہیں
 آسمان کا سینہ چاک ہو جاتا ہے۔ اور مرغِ تخمیل سدرۃ المنتہی سے
 آگے نکل کر عرشِ محبت پر سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔

حسن کی مترنم لہریں رہ رہ کر عشق کو اپنے نورانی لبادے اڑھاتی
 چلی جاتی ہیں۔ — یہ بھی اس مینجانے کا ایک رنگ ہے۔ لیکن ان
 مے نوشوں میں سے اکثر حجبِ اپنی آسمانی پرواز سے پھر پڑوٹا رہیں
 آتے ہیں۔ تو ان کا سر زانوئے محبوب پر ہوتا ہے۔ گویا ان کی
 حسن اور بیخوشی سے راہ فرار اختیار نہیں کر سکتا۔ لیکن چابکدست
 فن کار اپنی اسی موہر پرستی کو غیب پرستی میں چھپاتا رہتا ہے۔
 ایک اور دروازہ کھلتا ہے۔ نو مے نوش اب بزمِ خیال سے
 نکل کر قدرت کی اس کھلی زمین پر کھڑا ہے۔ وہ غریب ہے۔
 نادار، لاچار، بے کس و بے بس ہے۔ بیچارہ فن کار مقصور و مغلوب
 ہے، مادہ پرست دنیا اس کے موتیوں کو خاک میں رولتی ہے۔

وہ بہو کا ہے، رنگا ہے، مجوس ہے، مستحکم ہے اور وہ رو رہا ہے، بے تحاشا رو رہا ہے، اس کا دل بہو کی تنگی انسانیت کے ساتھ، اس انسانیت کے لئے رو رہا ہے، لکھو انسانوں کی یہ لڑیاں بھی اس کے کسی مسئلے کو حل نہیں کرتیں، اسے اس کے محبوب کے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتیں لیکن آفرین ہے۔ اس کے احساس عالیہ پر کہ فانوس خیال بھینے نہیں دیتا — روتا ہے، ہنستا ہے لیکن چلتا رہتا ہے — وہ صدیوں سے ایسا ہے۔

یہ مے نوش، یہ بلا نوش، یہ رند، یہ عاشق — یہ فن کار — اور یہ ہے فارسی غزل کا طلسماتی میکرہ !!!

ناطق مکرانی کو ہم اس میںخانہ غزل میں دیکھتے ہیں تو سب سے پہلے ہماری نظر ان کے محبوب پر پڑتی ہے۔

فتنہ چشم — طرف فتنہ چشم تو شدن زہرہ کیرت
دل اگر بے جگری پیشہ کند معذورت

جلوہ سرورواں :-

تا حشر خون فاختگان جوش میسزند
ہر جا کہ جلوہ گر شدہ سرورواں من
محبوب کے چہرے پر نظریں گاڑنے کا نتیجہ -
ای بو اہوس کہ دوختہ دیدہ بر بخش
غیرت بگری از مشدہ خون نشان من

محبوب کے ستم کے باوجود اس کی محبت دل سے نہیں جاتی۔۔
 بیرون نمی رود ز دلم مہر مہ رخسان
 کو چرخ و صد چرخ شود خصم جان من
 محبوب کی تو لپٹ کرنے بیٹھے تو کیا حاصل ہوا؟
 گنہم ز تم زخم صفت آتشین رخس
 چون نار شمع سوخت قلم دربان من
 زلف محبوب کا اثر:-

سرات کردہ امشب نکبت زلفش چنان دریم
 کہ بوی مشک از خاکستر پروانہ می آید
 آتش عشق:-

در آتشی من بچارہ رادل افتادست
 کہ ہر شر بچہم مقابل افتادست

عشقش ز بس گداخت تن ناتوان من
 نتوان ز مغز فرق نمود استخوان من

از غم موی میان تو ز بس کاستہ ایم
 نماید بنظر چون رگ جان پیکر ما
 عاشق پر کیسے کیسے ظلم ڈھائے جاتے ہیں۔۔
 تہانہ گل بقصد دل زار بلبل است
 ہر برگ این چمن پی آزار بلبل است

شاعر کے نالے بلبل سے بھی زیادہ رلاتے ہیں۔
 صورت بلبل طرب آرد بہ گلستان چہ روم
 بہ کہ در کلبہ خود نالہ خود گوش کنم
 اسی ہاؤ ہو کا ذکر علامہ اقبال کے یہاں ملاحظہ فرمائیے۔

دل من بے قرار سے آرزوئے

درون سینہ من ہاؤ ہوئے!

سخن اے ہم نشین از من چہ خواہی؟

کہ من با خویش دارم گفتگوئے

شمع سے بڑھ کر ہیں کیسے؟

شمع از سوختن خویش شکایت میگرد

و امانوم دل سوزان و خموشش کردم

اسی دل سوزاں کا نتیجہ ہے کہ

ناطق ز لب رمیدہ ام از وضع کاینات

عنقا شود ہما چو خورد استخوان من

دل کی قدر و منزلت دیکھئے سے

دو جہاں گرد ہی بقیمت دل :

نہ صم گوہر ریگازہ خویش

دل کو سنبھلنے کا مشورہ جیتے ہو۔ خود ہی کیوں دل آزاری ترک نہیں

کر دیتے ہے

چند گونی بدل زار لب از زاری کن

منع زاری چہ کنی ترک دل آزاری کن

آہ کا اثر :-

ز آہ ماسر دشو گر مئی ہنگامہ حشر
داد ماگر نہ ستاند زبتان داوہ ما

فرقت کا اثر :-

از سفر باز آو ناطق راز درد فرقت
پای تاسر ہوشد بنم چشم گر بانی بہ بین
علم محبوب اور ستم محبوب سے کیا بات پیدا کی ہے ؟
حکم غم بارسست کہ ما زندہ بمسائیم
در زود نمردن گنہ از جانب مانیت
دلہ نمی شاغد بی ہمایت ستمت
باب تیغ تو این گلستان بہار کند
سچے عاشق اور بولہوس میں تفاوت دیکھئے ۔

عاشق غم عاشق چہ باک از بولہوس باشد مرا
شاہ بازم کی محاسبہ از مگس باشد مرا

دوسرے مقام پر چاہتے ہیں کہ بولہوس کا جفا کاری اے امتحان ہو

بولہوس سخت زند لاف محبت بہرت
امتحان دوسرے روزی جفا کاری کن

صبح و شام کا تقابل دیدنی ہے ۔

ایک گونی کہ رخس طرہ صفائی دارم
ناز کم کن کہ پی صبح ترا شامی ہست

عاشق نہیں چاہتا کہ اس کا محبوب اس کے بغیر سیر کے لئے اُٹھے

اس لئے اُسے اس طرح دھمکی دیتا ہے :-
 بی من مرو بسیر گل این پند گوشتش کن
 ورنہ بہار را یغنائی خندان کنم
 اسی خیال کو سعدی نے اس طرح پیش کیا ہے
 سرو سیمینا بہ صحرا می روی
 نیک بد عہدی کہ بی مای روی
 اس بد عہدی کے باوجود سعدی نے اپنی دلی آرزو کو یوں
 اُجگرا کر کیا ہے ۔

ویدہ سعدی و دل ہمراہ تست !
 تانہ پنداری کہ تنہا می روی
 کیفیت آزادگان :-

زدم بہ انجمن دوست لاف آزادی
 بظن گرفت کہ آزادگان اسیر من اند
 عاشق کل پر نظر رکھتا ہے :-
 منکہ مستم زمی عشق چہ دانم کہ بدھر
 شورش کفری ہنگامہ اسلامی ہست
 ہر سو شاہد حقیقی کے جلوے ہیں ،
 بیچ دل نبود کہ نبود جلوہ گاہ شاہدی
 درین ہرچہ درین رہ ماہ کنعانی بہین

جاں لبوں پر اور بات صرف "چراغ صبح" سمجھے

زاهد پر پوٹ :-

خواہی کہ کنی زرم دل سخت بتان را !
 زاهد بخداگریہ ات از ترس خدا نیست
 محبوب سے آخری آرزو کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی استدعا
 بعد قتل من خدا را خنجر از خونم مشوی !
 این قدر رحم از تو ظالم مملتس باشد مرا

جان لبوں پر اور بات صرف چراغ صبح سمجھئے

جان بر لبم نفہم نیاید زبان من کس جز چراغ صبح نفہد زبان من
 لو صاحب ! ہم چلے

بیرحم الوداع ستمگاہ الفراق
 اینک زد دست جور تو تسلیم جان کنم

تجاہل عارفانہ :-

منی دامن شہید تیر مرثگان کہ شد ناطق
 کفن از پردہ های چشم کردند آہوان او را

غیرت عشق :-

خواہی کہ تہ خاک ہم از رشک لبوزم
 باغیر کہ برتر تیم آئی زوفانیست

تاثیر عشق :-

در گور ذرہ ذرہ خاکم شرر شود
 مردن ز راہ عشق نتابد عمان من

غالب کی طرح ناطق کی زندگی کا اصل رنگ غم ہی تھا۔ اُن کی زندگی میں مسرت اور اس کے زمزمے موجود نہیں۔ اُن کے یہاں غم مستقل اور عمیق ہے۔ اور اُن کی زندگی کا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ وہ دنیا کی ناقدر شناسی کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

صدرِ مہش در گذرِ خضرِ فشانِ ندیم ولی
از سیاہِ بختی ما سبز نشد دایۂ عزما
ناطق نشد بحیرِ کفنی حاصلِ ز دھسر
اُن ہم بجز دگورِ کنی گورِ کن گرفت !
غم کے کتنے دلدادہ ہیں دیکھئے۔

نعمتِ جنت اگر نذرِ مہزاقم سازند
ذوقِ اندوہ تو حاشا کہ فراموش کنم
نہشتاید اجل از دہشتِ غم بر سر ما
سر ما بادِ قدامِ غم جان پرور ما
اُن کے نزدیک زندگی کی مشکلات کا تحمل یہ نہیں کہ انسان
موت کا طلبگار ہو۔ کیونکہ

ہر کہ مردن طلبدِ مطلب او عاقبتِ لست
من نگویم کہ بسیارِ زخم مرا کاری کن !
اسی لئے راحت طلبوں کی صحبت سے اجتناب برتنے کا مشورہ
دیتے ہیں۔

ناطقِ مطلبِ صحتِ راحتِ طلبانِ را
بگریز ز دردِ بیکہ گریزانِ زدوانیت

نالے پڑتا شیر نہ ہوں تو کیا حاصل ؟
برو ای دل برو از سینہ صد چاک برو
نالہ زار نداری ز توبہ بزار شدم
"گریہ مستانہ" کیا رنگ لانا ہے ۔

می بسیار رخ آن غنچہ دہن لبکہ زویم
خندہ مگل دمد از گریہ مستانہ ما
خبر گیر امام شہر از کیفیت زاہد
کہ از مسجد صدای گریہ مستانہ می آید
خاموش ہونے کی توضیح :-

خاموش زان شدم کہ مباد از فغان من
آتش فتد بخار خوش آشیان من
عزور و خوس کا نتیجہ :-

ناطق ز لبکہ کاستم از فکرت سخن
ماند بسال خامہ تن ناتوان من
ایک بانگ "نے راز کو طشتت از بام کر دیا۔"
بانگی زویم و سہ انا الحق شد آشکار
مارا ازین گیاه ضعیف این گمان نبود
دورخی چال چلنے والوں کا فیض :-

گر خلم درد دل یاران منافی توجہ عجیب
گل یدم از اثر صحبت شان خار شدم

ناطق اپنی بلند ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہیں :-

بنیاد مملکت ہمت و بہ بین ناطق

کہ من تو نگر این منعمسان فقیر من اند

بشاخ گل نشین ساختن بر بلبل از زانی

کہ من در چنگل شہباز خونریز آشیان بستیم

خواہم خردی کس گو بود دشمن پی آگاہی زین جریں بر کار دان بستیم

ایک مقام پر ناطق ایرخورد (۱۲۵۱ھ - ۱۲۸۲ھ) کا یوں ذکر کرتے ہیں :-

ناطق بیا کہ ازنی کلک تو تنگ تنگ

شکر بکام طوطی ہندوستان کم

طالبِ عملی (۱۵۸۹ھ - ۱۰۲۵ھ) کو یاد فرماتے ہیں :-

صبا از نکت گلہای باغ فکر ت ناطق

بگردان تازہ روح بلبل گزار آمل

سلمان (۱۳۰۰ھ - ۷۷۸ھ) و کمالی (سن دنا ۷۵۳ھ) کا ذکر

دیکھئے :-

نیتیم شاعر وہاں شعر نیتیم چیت

گو برین بذلہ زندہ ہفتہ سلمان و کمال

بعد میں غزلوں میں ناطق مرزا غالب ہی کی زمین بروئے کار

لائے ہیں :- مثلاً :-

غالب :-

برقند نہ بر شہد نشیند مگس ما

ناطق ۱۔ - بر شربت دینار غنچہ مگس ما

عالب۔ - در کشور بیداد تو فرمان قضائیت

ناطق ۱۔ - در کشور بیداد تو سودا بر صنایست
”ہیچ آفت ز سد گوشہ تنہائی را“ — اس مفہوم کو مرزا غالب
اس طرح ادا کرتے ہیں۔

نے تیرکماں میں ہے نہ صیاد کھیں میں
گوشے میں نفس کے مجھے آرام بہت ہے

بقول بیدل :-

جز بگمنامی سراغ امن نتوان یافتن
ورنہ از پرواز ما تا بال عنقا آتش است

سعدی نے اپنے مخصوص اور سلیس انداز میں اس کی لہروں
توضیح فرمائی ہے۔

آنانکہ بکنج عافیت بنشتند

ودان سگ و دہان مردم بستند

کاغذ بدریدند و قلم بشکستند

وز زبان حرف گیران بستند

ناطق مکرانی اسی خیال کا تانا بانا ایسے جنتے ہیں۔

گر چو بسمل کلید از خارِ نوس باشد مرا
 کشتی باشم اگر گلشن ہوس باشد مرا
 کی میسرمی شود مرغانِ باغِ خلدرا
 این فراغتہا کہ در گنجِ قفس باشد مرا

غالب :-

میں بھی رُک رُک کے نہ مرنے جاؤں جفا کے بلے
 دشنہ اک تیز سا ہوتا میرے غمخوار کے پاس

ناطق :-

تاہی از سخت جانی نیم بسمل ز لیکن
 میزنم زین باز بر تنخی کہ باشد لب مرا

غالب :-

دوست غمخواری میں میری سعی نہ مانگے کیا
 زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ آئیگی کیا

ناطق :-

لذت زور و لبکہ دل زار من گرفت
 ناخن زوم بداغ اگر بہ شدن گرفت

عنی :-

ہمیں منت گوش گر ان خویشتم
 کہ تا بلند نگرود سخن نمی شنوم

ناطق :-

کارها داشت بمن تیغ زبان ناصح
نرسیدی بسپر داری اگر گوش کرم

رفیع :-

ای حرس اینهمه فریاد زرد لنگی صیبت
شکر با کن که دلت جای طپیدن دارد

ناطق :-

شکوه تنگدلی غنچه به ناطق بگزار
شکر با کن که دلت امید شگفتن دارد

سپهر خورشید :-

ز آبادی فریاد شور و سودا در دماغ من
سواد شهر مشک سوخته افتاند بلغم من

ناطق :-

هر مرغ که پید زود بتمنای اسیری
اول بشگون کرد طواف قفس سا

جلال اسیر :-

از دم تیغ تو عمر جاودان خواهم یافت
ای چراغ آرزو را آب روشن میکند

ناطق :-

چگونه جان سلامت برم ز سفاکی
که بر درش ملک الموت بسمل افتادست

حافظ :-

شب قدر است و ملی شد نامهٔ هجر
سلام فیہ حتی مطلع العجس

ناطق :-

شب وصل مست امشب تا ناخامد کبوتاهی
بخورشید جهان افروز راه خاوران بستم

میرزا صائب :-

در سواد چشم او بنگر نگاه گرم را
گر ندیدی برق در ابر سپاه نو بهار

ناطق :-

چنان تاثیر گرفت از نگاه مست او تیرش
که بوی باده می آید ز خون زخم خیرش

طالب کلیم :-

بشکر خنده ز دل کوه غسی بردارند
کار شیرین دهنان نخت ز زعفر باد است
کشاده غنچه گل از نسیم گلزار است
کلید قفل دل ما تبسّم یار است

ناطق :-

لبت اگر تبسّم نمک فشان نشود
دل و جگر به چه امید کس افکار کند

آورد نبود بروی آن غیرت خور :
نم گشته ز باد دود شمع کافور

حسین :-
ابروی کجست بر سر یک سه دو هلال است
این معجزه حسن تو یا سحر حلال است

رفیع :-
غیر روی تو که پیوسته دو ابرو دارد
در کجا سوره یوسف بدو بسم الله است
قیصری قمی :-

از شرم ابروی تو مه نوبت شام عید
خود را چنان نمود که کس دید و کس نپدید
جسامی :-

یارب این طاق است یا محراب یا قوس قزح
یا هلال عید یا ابروی ماه باست این
نعمت خان عالی :-

پرچین شود چو ابروی آن ماه از عتاب
در مصحف جمال بود آیت عذاب
زیب النساء مخفی :-

بیش صاحب نظران نقطه بسم الله است
خال مشکین که بران گوشه ابرو امتداد

اسلمی مسزین ، فیض اقدسی ، جانی ، مسانی اور غفرانے
 نبیات کے بعد اطلق کے خیال کی پروا نہ دینے ۔

برسر بام بیانو سنہ اربعہ ہجری
 روزہ داران جہان نظر ماہ نو افد
 یہ دور باعیاں اطلق کے خیالات جیات کا پتوہ معلوم ہوئی ہیں

علمیت کہ تیسرے چہن را آماجہم
 بترارک افلاک فلکات تا جم
 یک شہ زمغلی خود شرح دہم
 چند انکہ خدا غنی رت من محتجم

— ۰ —

در بستہ بخانہ اندرون میگریم
 تابی نبرد کسی کہ چون میگریم
 دور از لب میگون تو مانند کباب
 می سوزم دمی ناظم د خون میگریم

— ۰ —

بے ساختگی، سادگی، رس اور لوح، جذبے کی شدت اور احساس کی
 پختگی ناطق مکرانی کے کلام کا لازمہ ہیں۔ ان کے یہاں نگر و خیال کی
 بلندی بسا اوقات اتنے عروج پر ہوتی ہے، کہ ایک غنیمت فتنہ کی
 اُس خیال کو شاید اُس سے بہتر انداز میں پیش نہ کر سکتا۔
 ہم کلام ناطق کے مطالعہ کے بعد آسانی کہہ سکتے ہیں، کہ وہ ایسے
 شاعر نہیں کہ جنہیں واجباً "سمجھ کر نظر انداز کر دیں۔ ان کا یہ معیار خطوط میں
 بھی قائم رہتا ہے۔ بلاشبہ معاصرین کی نظروں میں ان کا شمار
 اساتذہ کی صف میں ہوتا تھا۔ یہی نمایاں مقام ان کے بقیے ادوار
 کے لئے کافی ہے۔

ناطق شگفتہ خاطر می من دوین چمن !

از نوک خامرات نہ ز منتقار بل ارت

گل محمد ناطق فارسی ادیب ہیں سر زمین مکران کی سر بلندی اور

تابندگی کا باعث بنے ہیں، وہ خود فرما گئے۔

مرد مشہور کنند نام وطن را ناطق

بازید این ہمہ جا گفت کہ لبطامی ہت

الغمام الحق کوثر

کوثر منزل پٹیل روڈ۔ کوئٹہ

۱۷ نومبر ۱۹۶۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ز شاخ خشک خامه گل فشانم	مگر در حسد بار می ترز ز بانم
ولی دشوار حسد زدو الجلال است	زبان خامه ششخرف لال است
بیایان نمه دیگر سرایم	لسان نغمه زین پرده بر ایم
سخن سحری چه سحری با کمال است	حلال است و حلال است و حلال است
بر این ره جوهر خود آزماسم	ز عالی جوهران جوهر نماسیم

جوهر معظم که مطبوع طبع جوهریان قلند و سخن و منظوم نظر جوهر شناسان
 موزدن کلام کلیم فن گرد و بجز لالی منظوم نمیران خرد در نمی سجد آری پایه نظم
 از سر حد بیان سواست و قول استاد بر جاست
 سکندر سد نمی بستی که نامش در جهان ماند
 دو مصرع را توانستی اگر بر یکدیگر بستن ۴ دهم از بیخاست که اگر مطلع مهری شمس
 الفصحی اثبت جریده گردون نگر دیدی امید دیدن نوز چون سواد و دیده کور از
 ظلمت کده نه بود منقطع بینمود و اگر مصرع هلالی هلالی زیب صفحہ نی آسمان بگشت
 رنگ تیرگی بجز لک ظهور از آینه تاریک افق آفاق که می زود و اگر روزت بی مطلع
 آفتاب روز باز آری و گرمی هنگامه کاری ندارد و اگر شب سینه بی نظم برودین نوشته
 قدری و برات نوری بکت نه آرد بناء علیہذا نمود جی از طبع زاو با ملی ناطق مکران
 گل محمد خان که سہین نام و نشان ماده سال بجزری وفات جناب شان ست و ہر
 لفظ موزدش ہمہنگ گوہر گران بہاست و معانی در الفاظ آبدارش چون آب

گوهر در جوشن بها هر مصرع اش دلچسپ ابرو سے بتان چین بل دلدوز تر
 از تیز نگاه کمان ابروان در کین مصرع گرمش هم طرح مصرع آه سوزان
 نغمه جگران و در موزونی مصرع ثانی قامت کشیده دلبران سرواز موزونیش
 چنان عرق عرق تشویر گردیده که اگر نوار لب جو خواهم بجاست و سلک گهر را
 چون با شاعر ترش برابر سنجیم چندان از خجالت آب شده که نار لبه چشم
 صدف گویم روا. جوهر

مصرع همه تیغ آید درست هر بیت ردیف ذوالفقار است
 نمش رنگین منجبه جنابسته دلبر است که دل در منجبه اوست بر مصرع پیچیده اش
 کاکل مرمول مویانست کجای در شکفته او سوادش سر مه چشم تپانست یا دود
 آه عاشقان لمونفہ سے

معنی در سواد ابد انسان که باشد نور اندر چشم اعیان
 بود هر مصرع روشن سوادش لبان شمع روشن در شبان
 میل آه تیز نگاه از رنگینی شاخ گل در لطافت موج مل فتنه چراغ و دودن
 روشن سوادان مطبوع طبع زاد عالی نژادان چون هلال ابروی سه لقا
 در بی انگشت نما و در عین شوخی شاخ اهو می خطا شهپر بال پر به او خامه
 صورت زکارمانی و بهر آه سطر بسم اللہ فردور دلربائی هر فرد بستر
 فرد پیش گرمی هنگامه اش شمع فروزان سرد رباعی بر چار بالش دلربائی
 در چار کن گیتی مربع نشسته دشمن رنگین گلاب رنگینه پشت پشت شکسته از
 چار بیت عناصر ربح یار ناچار دو چار شرمند لیها و از نمش حواس خمسه
 یکسر در منجبه پر آگندنها و از نمش رنگین منجبه دست قدرت دست دیرین
 مصرع اش زکارین انامل ید قدرت از مسدس شمش جهت بعد شش

و پنج شش درواز سبع هر هفت سبع سیاره بیک هفته بر بی
شیانی نجر از منظومات ریخته آبداری شریا بکلام چون غبار روی
آئینه از هم پاشیده در ریخته دسلد نظم و نسق عقده پر دین خوار
کشیده در بحر رشته کتان از عکس ماه آتابیده و گسیخته قصی
بقصد عالمگیری در اقصای عالم اقصی رسیده و در غایت افلاک
نه انتها کشیده بمصدق شعر معروف عربی

اقبال سکندر بجای گیری نظم برداشت بکبدت قلم را و علم را
قطع خوش قطعه با قطای عالم مطلق بر آمده و رباعی چون کلاه
ترک در چار طرف ربع مسکون بر سر آمده از غزل بر حبه شوی
غزال مشکین میکن بر حبه و دبیر پر تدبیر فلک پیر از خسر بر نش
نسه نار خورش عاری نشسته و خامه خامکاری شکسته هر بیت
بیت العمور از مضامین نوائین پر معمور بل پیوسته چون شاه بیت
ابردان پیوسته بتان سرمایه سرور دل رنجور و بمقدار دانه از خرد
لذات اشعار وضاحت اشعار بلاغت اشار بطریق ارمنان پیش این
بیمچمدان افاده از دست برد احباب باقی مانده بود برین اوراق
ثبت موم و بر این قرطاس در نوشته در نوشته و به جوهر معظم
که حقیقتا تاریخ جمعیت بود موسوم گردیدم فلذا المحوظ از ناظران بنا
نظر چشم از عیان دیده در آنکه چون لحظه بملاحظه چنین مشکو
سوادان بی آهوی خطا چشم سیاه کنند نظر انصاف چشمی آبدانه
داز تناظر و مناظر چشم پوشیده و کار بزرگ گهی ز سپرده جوهر
را هم بخیر یاد دوز ما باشد و هر آنچه و رای این جواهر پاره ها از منظومات

دربار جناب استادی ممدوح در بار بندند یعنی بدیده بصیرت در نگزند بر
 حاشیه تالیف مالوفه برشته مسطر تخریر در کشند و بعونه تعالی الوف
 منت اعیان بر چشم داعیان گذارند والسلام دیگر آنچه از تخریرات رفتیم
 نثر انجناب مسبوق الممدوح که بتوسط و توسط مشفق اشرفی اصفهانی
 مکرمی منشی شیخ بشارت اللہ صاحب چودھری صغنی پوری ترسیل یافته
 بود و نقلش از شیخ صاحب موصوف موصول گردیده پسیل مشتی نمونه از
 خرداری بخاتمہ رسالہ ثبت کردہ شد کہ یادگار ماند خاتمت بالجہ فقط

نظم قصائد مرزانا طق علیہ الرحمۃ

آن کہ حکیم ست و نعیم دکریم	بسم اللہ الرحمن الرحیم
جملہ جهان حادث و ذاتش قدیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم
پیش ازل بعد قیامت مقیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در منقبت

سر مہ عیشتت شود گر خاکپای بوتراب	انچه موسی دید در سینا بنی محباب
شخص عرفانش بذات محراب بند نقاب	آنکہ بکشتود از رخ معشوق خلوت گاہ غیب
کفر باشد کفر گویندش اگر گردون قباب	بارگاہش را کہ باشد عرش خشت آستان
می ہند عینک پیش چشم سپر ز آفتاب	قدش آنجا کہ دست از آستین بردن کشد
چرخ اگر تہمتہ عمر مسیح آرد طناب	میکند تا نیمہ خرگاہ جاہش کونہی

رشته عمر سجاد و بکوتاهی نهاد
خدا بر عشق بی وجه زلیخا میبزند
باز در توصیف آن فرمازد الی شرق
گر نگر دی رحبت از مغرب بکلم بوتراب
ای شهنشاهیکه در اقلیم قدر و منزلت
نگر اندازد اگر حلم تو بر عرش برین
فی المثل گر شخص تمکینت فشار دیا بدهر
جانب گلخن نسیم از گلشن خلقت وزید
نیست بی کشتی گذشتن ممکن از معدن پوچر
تاقیامت متصل داد گهر باری دهد
میشود بحری که گردد چون صد پرور کفش
شاهد رایت چو افزوز چراغ حسن خویش
بکه ظلمت محوشد از پر تو رایت بدهر
بگذرد و گردد دل دریا خیال صولتت
احتساب خون به لطف پرده ریزد لغزرا
بسکه شد از پشت گرمیهای خفقت بخاطر
گر بدور نصفت مه بنگر و سوسه کتان
پاسبان گنج را مژگان بهم چسپیده است
میبر و افسانه سان در خواب چشم صورا
بجز را آسایش عهد تو در خاطر گذشت
مسته میگردند مانند لالی اختران

بکه خورد از غیرت اعجاز عملش سحاب
گر شبی رویش به بیند ماه کنهانی بجزاب
مطلعی لغتم که برد از مطلع خور آب ثواب
رد سیه سر بر زدی دیگر ز مشرق آفتاب
جن و انسان ملک را گشته مالک کباب
نه فلک حسپند بر هم چون دو سنگ آسیاب
باز دار و تاب روز محشرش از انقباب
گشت گلخن گلشن داخله گل و آتش گلاب
بسکه از شرم کف گوهر عطایت گشت آب
یکره از بحر کف جود تو گر خیزد سحاب
صوت دست گهر بارت کشم گر بر سراب
مضب پروانه می بخشد شمع آفتاب
بیناید باز شهب در نظر انوار غراب
در صلابت بیضه و فولاد میگرد و سحاب
گر قدم بیرون کشد از خلوت نار باب
گسترده فرنش حریر خویش را آتش بر آب
میکشد گردون چشمش سیل از شد شهاب
بسکه در چشمش بدوران تو شیرین است خواب
در زمان عدل تو آواز شهبال غناب
رست از سر گشتگی گرداب و امواج اضطراب
گر نگاه تند بر گردون کنه نگاه غناب

قدرت از خس نهند زنجیر بر پاسبان را
 نهی تو با ساقی در مطرب چهار فرموده است
 بودت نازم که صدره در فضا آسمان
 برق جولانش چنان گویم که گاه هستنغیز
 کام اثر در شد بتلخی زخم خصمت را بان
 گر بران برق بیمانی چشم خورشید افند
 جای باران ایری بار د بلابل بعد ازین
 سس طاس لرزد از صوت پر تیرت بچرخ
 بسک دادی دلومردی شد بجنب جلا
 گز بجنبانی سر تندید بر نار حجبیم
 گرشاری ز آتش قهرت بدوزخ در رفتند
 یا علی روزیکه صحرای قیامت به سر خلق
 از مسامات سیه کاران بجوش آید عرق
 عاشق از معشوق نماید از لپس نار دیباد
 داد و بخش نشیند بر سر بر معدلت
 جنتی را جانب جنت رواں سازد بلفظ
 گرم گردد آن طرف هنگامه ایل من مزید
 من در آدم نام بر کف که باشد از دور
 بر طرف از دشت آتش گریزان مثل دو
 هیچ کس نمشایدم باب بدو گاری بروی
 تو در آن ساعت رسی به شفاعت بر سرم

حکمت از مو افکند در گردن آتش طنب
 کان کشد چشم ایام غوا این بر دگرش رب
 برده بی مہینہ ز خنگ قمر گونی شتاب
 برق خود سیرت ز جولانش نماید آلتاب
 ذوالفقارت خورده پنداری ز زهر حشمت کب
 سیکد از دازنگا هوش همچو خون لعل مناب
 گرد بریا از فرم روح تو اندازد حساب
 چون کبر تر کایدش در گوش آواز علق
 بازی عفلانہ جنگ بر تم دافر ایاب
 میکند در کام خاموشی زبان التهاب
 مالک دوزخ عجب بنود اگر گردد کباب
 تابه تفسیده گردد ز تاب آفتاب
 هر کی را گبزد از فرق چون فواره آب
 چشم غمخواری ندارد هم لپس از مام باب
 نامه اعمال را سازد طلب از شیخ و شتاب
 دوزخی را جانب دوزخ فرستد با عتاب
 جوشد این سونالہ میالبتی گنت تراب
 با مجر روی من سیه از کرده های ناصواب
 لرزه بر اندام همچون شمع از بیم عذاب
 بر عکس نمایم رمی بر احوال خراب
 عنو جرم خواهی و بخشی بجاتم از عتاب

دست من گیری و با خود جانب کوشتری
 چون شوم سرخوش از ان ساغر بشکر کندت
 ای که گیرد با تو لایت گن زنگ صواب
 بر محبت نیست واجب اجتناب معصیت
 در تقدس لاشرکت گفتم دور این سخن
 ذات پاکت همچو ذات حق گمنزه از عیوب
 پایت هر گره که تا ز درخس در میدان قریب
 فرمن کرد این دشنایت را بدین هر نبی
 یا علی مدح تو سنجیدن نه حد ناطق است
 بس که گشتم پیر در طفلی به اندوه گناه
 بس که خون میگیرم از شرم و گشتم بر دید دست
 خاطر مبعیونت از هول جهنم جمع نیست
 روی من از بهر استمداد از هر سو به لست
 یا علی ناطق ندارد جز تو کس فرایرس
 میکنم اکنون دعای لیک بهر خوشیستن

تازه گردانی روانم را بیک جام شراب
 مطلق گویم که تو صدقت گویی در جواب
 دوزخی گرداشتی مهتر شدی جنت مآب
 که محبت معصیت خود مینماید اجتناب
 هم زبان گشتند با من مشرک اهل کتاب
 ای ز دیوان منزله شاه مردان انتخاب
 مید و جبریل همچون خادمانش در کتاب
 ای شاخوان تو ایزد هر نبی را در کتاب
 گر چه سنجیدست در مدحت همه لب لبار
 سرگران بگذشت از من شاید عهد شبار
 پنجه ام چون پنجه مهرست دائم در خط
 گر که اما کاتبین بنویسدم جنت مآب
 خلق روی یاد می نماید گرازم گوتاب
 ای تو ام فرایرس امروز و هم روز حساب
 که ز لبم ناجسته گرداند خدایش مستجاب

تا بود جهان در تن دهم لب در زبان رفتن ز تن
 باد در خاک نجف جاسیم بحق بو تراب

قصیدہ وردیح

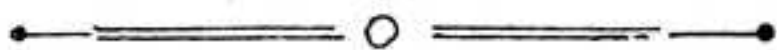
سلطان عالم محمد و اجد علی شاه باو شاه خلد اللہ ملکہ

زمانہ بسکہ ز نوروز عشر آستان ست
بیتخ بسبزہ سحر نمود روی زمین
ز سنبل و سمن و بسبزہ و گل بسیرین
بیسر باغ بے شبها گرت حاجت شمع
ہزار عیش درین فصل و صد ہزار نشاط
فقیہ شہر کہ منع از سماع و دہجد نمود
نزاع مذہب و مشرب تمام شد اکنون
صدای تہنیت خلق بسکہ گشت بلند
ز روح مغل شاہ شمرہ بیت اینکہ چمن
بلند مرتبہ و ابد علی شہ غساری
شمس نشی ست کہ در دوسر کجا شہ
پیشہ کی کہ کین بندگان در گاہ ہش
توئی کہ ناقہ مشوکت و شکوہ تو بار
حریف لشکر بایت کہ می تواند شد
سری کہ تافت مخالف ز خط فرمانت
چراغ و شمع فروزند در گذر کہ باد

الم شگفتہ دادندہ نیز خندان ست
کنون سراسر آفاق از بہار ان ست
فراخاے زمین جملہ یک گلستان ست
چراغ لاله زلس ہر طرف فروزان ست
نئی خرید یک جوڑ بسکہ ارزان ست
زر قص طرہ دستار او پریشان ست
میان زائد و رند اخلاط چسبان ست
بحرف گنبد ہنتم رواق پیمان ست
بوصف این سہہ رونق نمونہ ارزان ست
کہ چرخ ہجوز عیش بزیر فرمان ست
میلع اورت سکندر و گر سلیمان ست
بپایہ غیرت فقور در شک خاتان ست
بلا مکان نکشاید کہ تنگ میدان ست
کہ ہر کی توان پنچہ تاب دستان ست
بعرصہ گاہ تو چون گوی وقت چو گان ست
بکشور یک درو حفظ تو نگہبان ست

ز نسبت تو میان گشت این از شو شو
شکسته عدل تو چنگال شیر و بسته دهان
ز شرم چون زود نور فرد بزیر زمین
سحاب جو در تو هر قطره که افشانند
رسیده بذل تو جا سیکه در ظلم و تو
ز چهره زردی خورشید آنکه می پرسی
کنون ز مدح کند ختم بر دعای ناطق
همیشه تا که در آفاق متمدن نور روز
بعیش پیر شوی آنقدر که گویند

نه جوهر است که بر تیغ خط بطلان است
چنان که مرثع آه و کمون نیستان است
چنین که اختر تو بر سپهر تابان است
ز بحر عشر عشیرش هزار چندان است
ز مایه موردی نعمت سلیمان است
عمین ز غیرت آن نیجه زلفان است
که بر شرون مدحت برون زارگان است
ذریعه طرب حشمت خاصه شاهان است
بهر بادشاه وقت خضر دوران است



قصیده در صفت

نواب امین الدوله بهکادر

چرخ گردان که بغیر موده یزدان گردد
آسمان مرتبه نواب امین الدوله
ای بسامد که پوشد به بدن جامه زن
تا باز آفتد مش سوده شود بس که جهد
نسر در چرخ بخورد زرد و سیم رخ بقاف
بر سر زخمی تیخت چو رسد بهر علاج
ذره شبنم و قمر تونه جیند از جانے
دم بارش اگر اندیشه فیض تو کند
که بداند که ز بدلت شده همنگ سنگ
ایکه بر خلق اگر حکم کنی بدحت خویش
گر چنین تربیت اهل سخن خواهی کرد

همه بر کام دل داد در دوران گردد
کز فیض نظرش مومر سلیمان گردد
بهر خون نیز چو چشمشیر تو عریان گردد
گر حر لفت بو غار ستم دستان گردد
باز تربیت چو پی صید پر افشان گردد
حقته امر هم جراح نمکدان گردد
همه تنها چرخ اگر مهر درخشان گردد
ابر هر قطره که ریزد در غلطان گردد
مهر از تربیت لعل پشیمان گردد
ترا صورت دیوار شاخوان گردد
لکهنو غیرت شیراز و صفایان گردد

نه دل خصم توفی طره معشوق خودست

ناطق شیفته تا چند پریشان گردد

قصیده در مدح حسین آباد

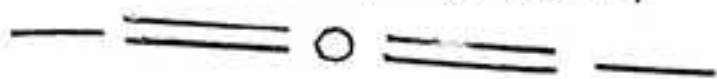
زهی بزیب علم در جهان حسین آباد
 چه در صفت ایست خدا پاکه رفت از یادش
 ز اذحام خلائق در آن نجسته حسرتیم
 ز عرش بال پر افشان فرود می آیند
 صفای مهر صحنش چگونه شرح دهیم
 شعاع شیشه آن گرفته بروی قفس
 همیشه در دهن کوشه آب میگردد
 چو او فتاد نکاهم نسوی تالابش !
 بشا هوش اگر گمراهی بیابم
 هر گاه که بود نامرک اندر دهر
 کجاست دارا مانی چو آن بزیر سپهر
 غنی شدت ز تعجیرش آچنان مزدور
 شدت خون دل رضوان ز رشک در پیش
 سپهر بر تماشایم ایستاده شود
 جهان پناه محمد علی شه عادل
 زهی شهی که شاد بسوی داد گمشد

که در ایش بجهان تا ابد حسین آباد
 خیال گلشن فرودس از دل زهادر
 در آمدن نتواند بان لطافت باد
 پی زیارت آن قدسیان پاک نهاد
 که تیرگی برد از چشم کور مادر زاد
 و گز قید کلف چهره اش شود آزاد
 از آنکه از لب حوضش کند حجت یاد
 مراد وسعت دریای رحمت آمد یاد
 که گمراهان جهان را بود سبیل رشاد
 بان نجسته حرم چون رسد رسد براد
 که از حوادث دور زمانه ایمن باد
 که گنجها بسیر یکدگر ز مزد نهاد
 سزد که ناز به جنت کند حسین آباد
 بسیر آن چو شتابد شه فرشته نهاد
 که کنده سعد لکش ظلم پیشه را بنیاد
 که خسته نگردد هر که ز سر داد

بر غ حکم نمود دست شهنشه عدلش
چنان شد که حرب از عدالتش منور
هر اس خورده ز لب خشم بدرگ از غضبش
شاه پاک نگه خردی که مدح ترا
تو آن شهی که نیاید چشم گدیه گرت
بجن عهد تو آشفته اندک کیان
چنان زینش تو عالم نتیجه بخش شد دست
خط جبین ملایک بخواند افتد اگر
خزیده در پس دکان ز بیم محبتت
بزور رای زرین تو فکر افساطون
شهاب مدح خود اکنون رقم دور سیت
درین زمانه من آن شاعرم که توان یافت
زبان طعنه کشود دست بکر معنی من
نگنده زلزله از ذوق شعر حالی من
پراز خزانه من میشدی زین زبان
مرا یافتن مشتری ز بخت بدست
کنون که عرض من یه نو ابشاه رسید
تو شاه قدر شناسی کجبار و داری
بران سرم که اگر فرصت ز غم یابم
که منظری بچین نادری و لوبه العجبی
توان نمود کنون اکتفاست ز بخشش

که آشیانه به بند و بنجانه رصیاد
که کوه از کمر خویش تیغ تیز کشاد
شگفت در رگش از لرزه نشتر نضاد
فزوده اند سر و شان قدس برادراد
شکوه قیصر روم و خلیفه بغداد
پی نظاره بر آورده سر زده خمه فباد
که چو جبه خیز نضاد دست بیضینه فولاد
ز فرغ رائے تو بر چشم کور مادر زاد
ز گاه هوش ربای بستان حور نژاد
همان نتیجه شاگرد میسر در استاد
ولی ز لطف به گستاخیم میگیر ارباد
نظیر من به سخن در قلمرو ایجاد
بحسن عشوه طرار ان خلق و نوشتاد
سماع و لیس قرن ز جنید در بغداد
اگر بیافتم ز لب قدر استعداد
و گرنه نیست بدکان من متاع کساد
کنم ز بخت اگر باز شکوه شترحم باد
که شاعرے چو من از مغلسی کند فریاد
کنم لوجه حسن مدبرت حسین آباد
تمیثوان هفتش کرد بادل نشتاد
بسان خلد شد آباد این حسین آباد

کنون ز مدح کنم ختم بر دعای ناطق
 که هست گفتن مدح تو از دالیش زیاد
 بحق راقف راز ازل امام حسین
 به نامی زندگیت باد تا ابد آباد



قطعه در مدح نواب امین الدوله بهادر

آن در زیر کیه شنه نشان باشد	کیت غیر از امین دولت و دین
آسمان خشت آستان باشد	آنکه در بارگاه رفعت او
زال هم پور و استان باشد	ایده در کشور شجاعت او
تیغش آنجا که مسرفشان باشد	میزند بانگ اجل بای گریز
چنگل باز آستیان باشد	صعوه را در زمان معالمتش
گر به سنجند که کستان باشد	در خورتنگ تو سن قدرش
رانے بیضاش نرجمان باشد	سخن درک جوهر کل را
رولش روضه جهان باشد	دهراز گل فشانی خلقتش!
جاسل صد محیط و کان باشد	ای کریم که کمترین بذلت
حاشش لشد که همچنان باشد	دی شنیدم حکایت لیکن
ده چه شنه آنکه قدر دان باشد	که چو خواندند شعر من بر شه
جز تو اما خود این چنان باشد	بہار شگرمی زدند اما
ایتکه گفتند که شان باشد	که توجیر محسی و ترا
نام تو شہرہ عجمان باشد	در نکونیتی و زرم دلے!

ناطق النعام خوار در گزشت
 مژگز اینز دل نشان باشد
 مپند اینکہ تربیت یارب
 چشم بردست دیگران باشد
 تو وزیر و بقرب حضرت شاه
 بنده ممنون این و آن باشد
 قصه کوی شنیده ام بیته
 اعتقادم کنون بران باشد
 کار عالم نمیرسد به نظام
 نامه پائی تو در میان باشد

یارب از روبرو بازی فلکت
 اسد اللہ پشت بان باشد



قطعه در صفت منشی المملکت

مدیر الدوله راجه جو الایر شاد بهادر

بنده پرورد مدیر الدوله ؛
 زنده از پشت بانی منقظت
 گزگشدمردیت به پشتش دست
 ز موصف کلام شیرزیت
 مستمع راجه کاه تفرزیت
 رفتن عقل پیشیت افلاطون
 نفسیه زلف شاه خلقت
 آب آن غیرت کباب شود
 کز تو ناکام کامور گردد
 زافت مرگ بے خطر گردد
 روبرو ماده شیر زنگر گردد
 خامه در دست نیشکر گردد
 چون صدف گوش بر گهر گردد
 لمزم از بخت بیشتر گردد
 بدیایے کره سپهر گردد
 خاک آن رشک شد زگر گردد

یکہ از پیش گاہ احسانت
بسر دعدہ ہائے تو سو گنند
پشیم از بوش گریہ کور شود
وقت آن شد کہ شاید لطف
منہی در رخت نظارہ کند
چہ شود کہ تو عرض احوالم
فانش گویش کے جهان داور
در دیارت چنین نہر مندے
پائمال سپہ سفدہ نواز
قولش از جور دہر دون پرور
ہر نہال امل کہ بنشانند
تا کی تیغ ناشناسی را
تا کی خاطرش ز بقیدری
تا کی عرض مطلبش بی سود
تا کی بالب شکایت سنج
سہرہ جنت است ہاں مپند
آچنان کن کہ دریم کرم
ہم ز سخاوت کامیاب شود
بیشند گوشہ و دانگہ
گر تو گوئی چہ نین بھرت شاہ

دل ناشاد شاد نتر گرود
کز تو دل ناامید اگر گردد
گو شمع از فطر نالہ کر گردد
بیجا بانہ حبوہ گر گردد
مفلسی غائب از نظر گردد
شاہ را گوش زد اگر گردد
کز تو گننام نامور گردد
چند حیران چو بی نہر گردد
چند چون خاک رنگذر گردد
چند خونستایہ جبکہ گردد
چند چون بید بے مثر گردد
سینہ جوہر شہ سپر گردد
غم و اندوہ را مقرر گردد
چون دعا ہائے بی اثر گردد
از نو آزرده در بدر گردد
کہ برین بے گنہ سقر گردد
غرق از پائے تالبر گردد
ہم ز انعام بہر دور گردد
داعی شاہ بجزوہ بر گردد
قضہ بندہ مخقر گردد

از کلامیکه واجب الاثرست
 ہم زکاری کہ منشأ خیرست
 در کمین گاہ منہ مستم کوئی
 بے نیازست قریب از فرصت
 کس چرا ساکت اینقدر گردد
 کس چرا فحمت ز پر شو شر گردد
 کے مرابا اور این خبر گردد
 ایکہ قریب زیادہ تر گردد
 چشم دارم کزان بتر گردد
 بہر خصمت کنم دعائے بدی
 یارب از دست میسر زاناطق
 دل خصم تو تنگ تر گردد

قصیدہ درملح

محمد علی شاہ، بادشاہ سندوس منزل

نو بہار طرب آگیز رسیدت دگر
 چرب فزم آفتدرا از لطف ہوا گشتہ جلو
 حاجت کا منتن کوہ نباشد پی لعل
 از ہوا کردہ ز بس جذب طبعت آہن
 عالم پیر گرفت ست جوانی از سر
 کہ تو ان دیدنی مورچہ ہر سطح حجر
 آتش لالہ ز بس نرم نمودش پیکر
 میشود آب بگوید اگرش آہنگر
 چشمہ ساران ہمہ چون آب بقجان پڑ
 میدید مینرہ صفت آب پارک جوہر
 کرد کار دم عیسیٰ بچن باد سحر
 حضرت زاریت دگردامن کوہ از فضل
 چو بہارن ست کہ از فیض کرامت ترش
 غنیمت را داد شفا از مرض تنگ دلی

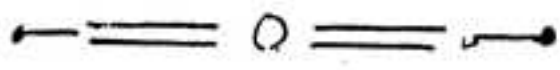
یارب این غالیه سا نور نسیم سحر لیت
 کوی در پیش ربانی یبر بود از س
 خاق را موسوم پاکوبی دوست افشائیت
 دامن خاطر ناشاد اگر افشائیم !
 وقت آن شد که زبید از فلک لبتابم
 شه نشان شاه محمد علی آن عرش شکوه
 شهر یار اتومی انشه که نیاید بسنگ
 کی برادرنگ نشیند بزمانت خسرو
 مورد در چشم زدن ملک سلیمان گیرد
 کس ندیده چو تو با حکمت و حیرت شاهی
 تا خود ذره از خاک درت آورد دست
 رایت افراخت بدعوی ضیا چون رایت
 تا که خوانده ست برو خطبه بنام تو خطیب
 یاد از حکمی حکم تو آرد چو سباب
 غلط از دهشت در بانی استعدادت
 سرنازاده مخالف ز نهیب تیغ
 گویشوید زردان دست چو سردار حاصل
 شودش سوخته چون شمع زبان بر که برد
 دهر شد امن ز عدل تو چنان کا هورا
 نماید ورت نکند گل ستمی بر بلبل

یکشوند سر نازد مشک اذمنه
 کو کوی ناخته و زمزمه مرغ
 ہی که ماندت مرا پایگل دوست لبر
 کنم از گرد عشم ایجاد زمین دیگر
 داد خواهان بدر شاه عدالت گستر
 که بوز فلکش تخت دوزخورشید افش
 چتر داران ترا شروت سلطان سمج
 کی بتارک نهد اکیلی بدورت فیض
 بدد گاری دی عزم تو بندد چو کمر
 بارک الله که فاطونی دهم اسکندر
 افش خولیش به بیعانه خدیو خاور
 سرنگون کرد علم خسرو اجسم لشکر
 بر تر از عرش زده کرسی رفعت میند
 نشکند کجبر می گردد اگر زیر و زبر
 نتواند که کند از در سنکر تو گذر
 تکیه بردوش عدم داده به بلطن مادر
 سرفرازیکه ز فرمان تو بر نابد سر
 نام آن را که بجان در زده قهرت آذر
 سزیه شیر زبان سینه نماید به نطفه
 سبز تیغ آخته بر در لیش دوسن خنجر

حرف جودت ز زبا نم بلب در باجست
 کرده ز انعام تو زربافت کنون پانداز
 گز خریداری تو مروه جنیان نشد سے
 داد را دار عذو نریم که من یکتارا
 اندرین عصر که قحط است سخن فکرت من
 باز طبعم پی نخبه مضامین بلسند
 نغمه از حیرت گلبانگ صریه کلکم
 چه خیالت که در خواب به بید گردون
 شهریار اشعراے که درین ایام اند
 در سخن پیرویم گر چه منساید دلے
 دین همه جبره در از فیضت من بی بهره
 بهمان نظرت گون که تا بکشد یاد
 بتنائے عنایت بدرت آسید آ
 میکند ختم ز تو سیف تو اکنون ناطق
 گشت هر موجد اور شسته صفت غرق گهر
 آنکه زین پیش بدش کهنه پلا سے در بدر
 آتش افسرده شدی گرمی بازار هنر
 کرده پیدانک پیر لصد خون جگر
 کردش ارزان چون بدل شه نشاه گهر
 هر زمان بر زبر عرش بر افشاند پر
 شد گره در گلو سے قافیہ سبحان بحر
 بلج بنجی چون در سچ تو مسدوح دگر
 همه گم کرده ره در اینها این احقر
 سحر صیزی بر دگر دمجنزه صیرلیت دگر
 دین همه منعم از انعام تو من مضطر
 یک ره از لطف مر ابال سعادت بر سر
 پسندم که روم بر در دیگر زین در
 بدعائے که قرین باد الهی به اثر

هر که بندد به طلبکاری جاه تو کمر

بدو نمیش بزند صاحب شمشیر دوسر



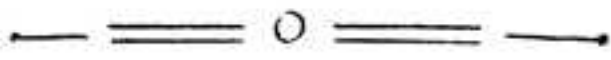
قصیده در مدح

محمد علی شاه سرویس منزل

امروز چه روزیست که هر مجلس مظهر
امروز چه روزیست که در غایت با شوق
امروز چه روزیست که از نغمه ز ما همیده
امروز چه روزیست که آفتاب شیرین
امروز چه روزیست که از ولولہ توب
ایرین ما نابود آن روز که به بشرت
فرمان داد آفاق محمد علی آن شاه
شد خواب فراموش ز دل خلق بهمان
رویش زده آتش به نهاد گل نورشید
از بخشش او گشته غنی خلق خداوند
از بسکه بدوران تو ای خسرو عادل !
چشمک زند آهوی به هزاران جنایکش
کوه است دقار تو که هر ریزه سنگش
مرغ نظر اندر عقب عزم شریعت
ماییت گراز که چه خلقت گذرانند
مسک بود اندر نظر خود تو حاتم
در یاس فرو مانده بر افاده عدویت

از خورشید سلطان زبسان گشت یابو
از جوش طرب راه نیاید غم دلب
رقصد بنگ ذره صفت خسرو مخلص
آرند برون بهر تماشا ز فلک سبر
افتاد همین زلزله در گنبد اختصار
بر تخت شهنشاه کشیدند کشید
کز نصفشش آباد شد آفاق مهر سر
در عهدی افسانه دارا و سکندر
رایش زنده و امان بچراغ همه و اختر
ذکرشش او گشته توفیق یزید پیبر
ظالم شده بے زبره و مغیوم دلاور
ترخنده زند کبک بازان ستمگر
در وزن ز الوند و قبیس ست گران تر
در اول پرواز خسرو در بخت شمشیر
خوش بوی ترافتد دگر از غالیه تر
داند رنگه عدل تو کس است ستمگر
از سوره تاس و هم از مهره ششدر

شاه تو سینه افروز زین بیتارک
 باد استو این جشن شرح بخش مبارک
 کو خاک فشانند بسر خویش حد بر
 هم عمر تو از عمر حضرت باد و سنون تر
 داماد نبی شیر خد افواج خیسر
 باد از گزند و جهان پشت و پناست



قصیده در مدح واجد علی شاه سلطان عالم خلد الله ملكه قطا

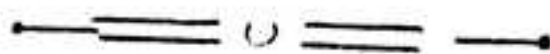
<p>نوید مندم از نفس عیسوی نسیم امروز به فیض نشود نماه بهار زخم صفت صفای خاک بجد یک جلوه گشته است ز لب که جذب رطوبت نموده از نم ابر درین بهار عجب نیت گر نهال شود به آن مقام رسیدت فیض نشود نما صفای خاک چه پرسی که گاه عرض فروغ همین نغچه بود منبسط که باد صبا بیاید شمت که جو شید لاله و سنبل نموده اند بهم اتفاق سبزه گل</p>	<p>که باد جهان گرامی برین نوید نشار بریدر مشروده صحت به نرگس بیمار به التیام گراشد زخمت و دیوار جمال روح نبات برسته در انظار بزنگ قطره سیراب شد در شهوار چون تخم گل بنفشه از گرباغ شرار که رسته چون پر طوطی ز آسنه زنگار طرف بخط شعاعی شدت خط غبار دید صلاهی شگفتن بنانه تا تار خوش است سیر گلستان بے در و دیوار بدلر بانی مردم چون خطد عارض یار</p>
---	--

چو موسیست که استفتگی به دام برد
غم از قلم و ایجاد بان دد اسپ گریز
چهاره نغمه داود دلفریب افتد
چمن پرست درین فصل دایمن لبریز
بیش زخمه مغنی بیا جزاک اللہ
هر آنچه رفته بگلشن زبرگ ریز کنون
ز آب پاشی ابر بر سر آن توان یافت
سپهر مرتبه داجد علی شہ عساری
ز بی شہی که محب رفتاد خاک درت
ز پاری بوس تو بر خویش بسکه بالیده است
جبین ناصیه سایان غنیه جاہمت
فلک دو کوچه خورشید و مہ بہ نذر آرد
بپاس عدل تو خیل غزال بادل جمع
عموم نشہ عدالت چنانکہ شخہ شہر
پدستاری حفظ تو نیست دور نما
ہر آنکہ گشتہ زہر آب خوردہ تیغ تو شد
بیاد حکم تو نبود عجب کہ بر باید
بر زنگاہ عنان از رکاب نشاسد
اگر سپہر کند یاد سرعت عزمت
گراز حجاب دلت پر قوی برون تاب
ضمیر لنت کہ صدرہ بگاہ جلوہ ماند

ز دمن طرہ دستار شیخ زلف زگار
کہ دور دور می ست در زمان زمان بہار
کہ گشتہ جزو کوش نسو تو انی ہمسار
ز صوت بیل مست دصدای بوس بچمار
کہ خوں نمہ بچوش آمدہ ست در کنار
بجر کسر کمر بستہ اعتدال بہار
بجر بخاطر اعدای شہ نشان عیار
کز دست نقد جهان داوری تمام عیار
ز نقش سجده پیشانی ملوک کبار
بر آسمان زدہ پہلو سر یہ پایہ مدار
خطاب یافتہ از چرخ مطلع انوار
اگر بر بزم حسنورت چومن بیاید بار
بشمع دیدہ شیران چرند در شب تار
بر بخت خون می ناب را بجرم حمار
کشودن رگ آتش بنوک نشتر خار
زبان مار دم دجای سبزہ اش ز مزار
پر گیاہ زمیڈان کویہ گویہ وقار
ز ہول شبہ خنگ تو گرد رخس سوار
نجوم تابستہ گردند در زمان سیار
بہان چو طور سر امر شود غیبی زار
ز دوع صبح قیامت ز رخنہ شب تار

شود اگر چمن آرای گلستان رایت
 دل که نکبت خلقت شنیده می‌وزد
 شکر نشانی لطفت نموده طوطی را
 شود چون اطفاقی آن نکته پاش در ملکوت
 که شد بسیار که فیض بار تو که نشد
 زبان بکام کشم از شمار بدل گفت
 ایاستوده خصالی که از نشین قدس
 منم بیابغ جهان بلبلی که میچاکرم
 بشعرا میگذرم ذوق مدح تو در نه
 چه نکته با که نه سنجید در سپاست دین
 بحضرت نمکد عرض مدعا ناطق
 لبم کجوف دعا بسته است در نه هنوز
 چه دورا اگر گل خورشید بر دما از شمار
 دماغ شوق ز عطر نسیم غالیه بار
 ز صیرت آئینه حال صورت دیوار
 بگوش جوهر ادرل کشد در اسرار
 چون بکام دل خود به نیمه راه دوچار
 که آرد در قطرات سحاب را به شمار
 کند فرشته نثایت بعد زبان نگار
 بجایه نعمه تر خون نعمه از منقار
 کشیده ام خط بطلان بد فتر اشعار
 ز نم منور شماتت به طبع نکته گزار
 که پیش حدت تو تحصیل حاصل اظهار
 پرست حجله دل از عریس دایکار

همیشه تا که جهان ست در جهان باشی
 ز جاده بهره ورد از حیات برخوردار



تصیحه در مدح

واجده علی شاه سلطان عالم خلد اللہ مسکده

گذشتم ز توصیف خاقان و نصیر
 فلک قدر و اجده علی شاه غازی
 ز بهی داوری کافکنده ماده کنجشک
 سراسیمه گردید در دور عدلت
 به بحر رفتد برق قهرت بسوزد
 فتادست در سنجیه ات بگره گردون
 به جنبش در آید زمین قاف تا قاف
 بر آرد ز شمشیر انگشت ز نهبار
 کشتی چون حسام ویری حمده بر جسم
 جهد صاف از مهره پشت با یوج
 سنودی ز ردی نیار از پاپیت
 پی آستان بوسی دولتت چرخ
 بخنجد ز جاش بنم باغ و قرنت
 قسم میخورد بر کف پائے و فرقت
 جمالت ستاند لبعبر من تجسس
 ز بهی حسن خیل پر یزاد گانت

من و مدح شانه شه هفت کشور
 که سدهانی عالم او راست در خور
 کف قدرتت بر صفت باشه نر
 چو سیم رخ در قاف باز ستمگر
 اگر بگذرد بر کنارش بسمند
 چو رود باده عاجز بچنگ غضنفر
 کشتی چون به تسخیر آفاق لشکر
 اگر بر تهمت شوی حمده آور
 همان قصه ذوالفقار است و حیدر
 خدنگ افکنی گر به سد سکندر
 نگشتی چنین جبهه خور منور
 ز خورشید دار و تپائے اخگر
 اگر چرخ خورشید گردد در سر اسر
 سر بر سلیمان و تاج سکندر
 چراغ فروغ شهنشاه خاور
 چه خیل پری هر یک از حور لبته

همه ارغوان چپ رسته است من بود
در آینه چون در چمن در چمیدن
ملک را فرود آوردند از سموات
اگر کمترین لعبت ان تو دیدی
می دساقی و بزیم عشرت فرایت
تومی نوش و خوش باش گوید سگالت
بخون شهن قاضی چرخ صدره
درق شد چه ستم چه کلبه گ رنگین
نه دیوان صدف پر ز لولو سه لاله
باز راک تو ختم شد نکته سنجی
نشا ز نذاهل سخن چون که دارند
بهین که عظامی تو سرفی نوشتیم
فشانده به پیش گدا گنج قارون
نجیب محیط کف مایه بخشش
ز فیض رگ اهت زرناب شد خاک
جهان بادشاه تو مصف خدیوی
روا باشد این که ستم نکته دانی
ستم چسیت بیدستگای که یارب
منم در ریاض جهان عند لیبی
بر طوطیان هر کجالب کشایم

همه گل رخ دسر وقد بسمن بر
ربانید با جلوه دل از صندوب
بم گمت دوزلف معبسه
ننا ازید خسرو به شیرین و شکر
دهد یاد از حور و فرودس و کوثر
بنوشد ز خون دل خویش ساغر
بی نقل نعمت نوشتت محضه
نو شتم چو حرفی ز دیوان داور
که هر یک آنب میرساند با ختر
لسان نبوت بذات پیمبر
خدیو چو تو قدر دان و سخنور
چو خورشید شد پنجه من پر از زر
شد از لبیک بدحت سرایت تو نگر
بود قطره در نظر جبر اخضر
نسوزد ز غیرت چرا کیمیا گر
کند بنده عرضی در انصاف نگذر
بنالد بدوران شاه سخنور
مباد این تم روزی هیچ کافر
که ریزد ز منقار من نغمه تر
و هم غوطه منتارشان را بشکر

ویسان زهر کماسه بیه نوالی
 امیر دست که لطف شاه سخن رس
 منم ذره دوشم دارم که لطفت
 چنان کن که چشم ز روی نوبت
 چنان کن که آن مایه اندوزم از تو
 کنون میکند از ته دل دعائے
 الا تا بود نفس هستی جهان را

زهر و زهره بیه نوالی
 بر آید از آن شاه سخن رس
 بیستم زهره دوشم دارم که لطفت
 معنی نماید از آن نوبت
 که عرفی بیند و نوبت از آن نوبت
 که یارب ز جیب انبیاست اشک
 تو با منی بهیازد و ناطق نشان



قصیده در صفت سلطان العلماء مجتهد العصر

ویشب بعبس خواهش چرخ سینه کار
 گردید گرم بویه بنوعیکه در ره هاش
 گفتم که ای امید کجا میروی چنین
 گفتم که جز تو نیز بدان در رود کسی
 گفتم چه می دهند کس گفت کام دل
 گفتم که کجاست صاحب آن باره گفت
 یعنی جناب مجتهد العصر آنکه شد
 سید محمد آن که ز دریای علم او

امید من زمرعه یاس بست بار
 افزو خند مهر صفت بونه های خار
 گفت ابد برگی که بود کام را مدار
 گفتا که جوق جوق خلاق زهر دیار
 گفتم که چند گفت فزون از حد و شمار
 یکتای کائنات خداوند روزگار
 مومن بچید او جو ابو جهل صد هزار
 هر قطره ایست لجه دهر لجه بیکنار

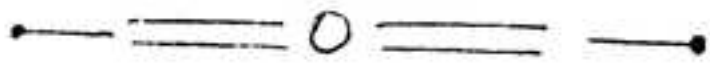
گو شمشیر چون نوید شنید از لب امید
اینک روان شدم بسوی درگش ملی
ای غازی که کرده بتاید شربت چهار
چون زر جعفری بجهد در اجتهاد
از بیم احتساب تو از لبکه شد خف
هر صبح پیش گاه در عفت ترا
قطیر با بگ تو نسب میکند در دست
شیرازه میسر و زرگ جان غفل کل
راز نهفته پس جلاب غیب را
آتش زنده کشور یونان حکمتش
گیرد خراج حسن دگر زنگ از فرنگ
هر خادم حریم تو اسکندر زمان
در چشم اهل دید کمین قبضه بود
شاهی که نقش ناقصیه نشان بدورت
چون قدرت تو در دست بر آرد این
در جلوه گاه با رقه قهرت از نهیب
گردد ریزه ریزه ترا از ریگ لرزه
تلخ است که در خصم تو ز انسان بزرگ
بر خاستن مخالف تو در دست بحس را
گردیدانه دانست بیچ در خصم
سرزد و چو خورشق و لم باز مطلق

گفتم قصیده و کمر بستم استوار
ز امید خویش نیز فزون ترا میدار
یا کفر خامه دوست کار ذوالفقار
دادی رواج مذیب جده ز زر گوار
نتوان شناخت پیکر طعنور را ز نار
جاروب میکشد ملائک ز افتخار
لیکن ز خویشیش بگ کوئی ترست عار
مجموعه شعور ترا لے خرد شعار
با پر تو دل تو توان دید آشکار
افتد اگر ز شعله درک تو یک شرار
الموعه جمال تو افتد به زنگبار
هر طفل منکب تو فدا طون روزگار
از قصر کبریا لے تو این نیلگون حصار
نماش لب که گزشتند عجب مدار
سیماب را چو سیم بر آتش دهد قرار
دورخ ز شعله بر کشد آفت زینهار
الوند و بقیس ز سر سنجیات خنار
روید بجای سبزه خاکش زبان خار
پر دوت لبکه ز بذل تو اشش کنار
گاه شمر دن کرمت در شاهوار
در مدحت برادرت آن صنع کردگار

سید حسین آنکه بجم و پانکسار
 این یک سپاس پاپه کلاهش بود که سرت
 و امینند نباشن بر بیان فضیلتش !
 ایش بمبید ایست که دار و نقاب او
 کردم رقم چو بدعت رنگین طبعیش
 گردید در و معنی کفان حریم قدس
 کار زلال خضر و دم نیسوی کند
 فضا و با تصور سلفش چه دور اگر
 از جا درگی بر سیلی صرصر نمی جهد
 گرد و گران ز عطسه گل گوش بلبلان
 کلکم نوشت چون صفت در قشایش
 ناطق نموش باش مکش و دمر که هست
 چشمی بمال دوست بوس کشن استین
 اکنون برفتن آرد عارا که در رهش

شماش بیافرید بهر آفریدگار
 در زیر پوشش بدستش نشانی ز مدار
 هر عقده که غسل زود شرع را بر کار
 از حیطه این نفس صبح بود و تار
 شد نال خامه ام رنگ یا قوت آبدار
 او صاف عظمتش چو شنا ای کردگار
 در عهد فیض او نفس بار ز بر مار
 شریان برق را بکشاید به پیش تار
 گر شخص حلم او فکند سایه بر غبار
 در گشتی که نوبت خلقش کند گذار
 شد و فرم چو صفحه و خورشید زرنگار
 مستغنی اندیج تو مدوح روزگار
 کن آرمیده شاید مقصود در کنار
 چشم اثر سفید شد از جوش انتظار

یارب که تا بحکم تو در گردش است چرخ
 گرد و لیکام این دو خداوند کارگار



قطعه در مدح

نواب شرف الدوله بهادر

پناه دین شرف الدوله آنکه قدر او
بیشتر گرمی عدل تو در شب دیگور
عجب نباشد اگر شکر گداخته را
حصار جاه و جلال تو رفعتی دارد
بردی کوکب بخت تو گر نگاه کند
چگونه دشمن رو باه حید تو جبه
همان خراب فتد خانه بدانند لثیت
شگفت نیست که چون غنچه ^{بیک} شبنم ^{بیک} تقدان
بدور نکمت خلق تو در مشام جهان
بوصف گلشن رویت بگوش آید
زهی مرلی بی مایگان که در عمدت
بعمر خویش نمود آنچه بذل حاتم ط
شود ز سر طرفش دجله دجله آب روان
رسید از کف گوهر فشان بر باطن
شنیده بود امیران هند را گوشم
کسی که غیر مدیح تو مدحی گوید

بی پای آفتاب سوزان نهد ز موزنجیر
چرو غزاله بنور چراغ دیده شیر
فرست تو بحکمت جدا کند از شیر
که خار کنگره اش چرخ راست دامنگیر
شود ز پر تو آن خیره چشم ماه مینر
از آن کمند که شیر فلک در دست اسیر
هزار بار اگر خضر سازد شش تعمیر
نسیم لطف تو گر بگذرد بجانب تیر
بیوی انگزه ماند شمیم مشک و عبیر
ز خامه زمزمه عنذ لب جای صریح
بگوش کس نکند عرض احتیاج فقیر
بود ز بخشش بیک روزه تو عشر عشر
اگر نگاه تو افتد به چشمه تصویر
نتیجه که بدریارسد ز ابر مطبوع
ندید چشم من اما بجز تصدیح امیر
بکیش مدح گران ست واجب التعزیر

دید دیگر گل خورشید تا محشر ز اعضا نش
 ز حیاط امین صبح وزه دور گریباننش
 عبیر و مشک ریزد جای گرد از طرف دلانش
 که عطر سنبل عثمان و حور آید ز ریحانش
 شود قطره شبنم در غلطان بدامانش
 بریزش گردد آید ز آستین دست ز افشانش
 یکی آید بچشم معدلت مور و سلیماننش
 بچشم مسکان ماند دل تنگ صود دانش
 تاملت های پدایش زحم های پیماننش
 بیند و مرهم امید بر ناسور حسرانش
 چنین است از غم محموری دل های پیرانش
 که نتوان بر دنا روزه قیامت پی به پایانش
 میا و آب گردد از نجابت شخص احساننش

نشاند باغبان گریبانی بر یاد سن او
 ز لب جوشد صفادر سینه اذوق توان کرد
 بهر جانب که گردد حلقه پیر اشاید خلقتش
 بیاکتا بیارغ خلقتش آغوش مشام دل
 نسیم فیض عاشق ناگهان بگذرد بر گل
 رساند خرمن دردانه سر بر خوسه پردین
 یکی باشد بخت مکرمت خرمهره دورش
 ز در شک آنکه با پیش مسخر کرده عالم را
 نیند از دل نوازی ای مردم کفایت غافل
 دل محروم کوتاهی همتش از روی عنایتی
 عجب نبود زندگرنال آبادی دل منجم
 عنان بر تالم از وصفش چو کس سر کند بی
 پیچیم برد عا و بگذرم از عرض حال خود

الهی تابلو شاهی و دستوری بهم بادا
 امین الدوله دستور شده ناطق شناخوانش

قضیه در صفت قطب الدوله

تعالی الله قطب الدوله و قدر معلایش
 جبین با سجده ریز آستان آسمان سایش

زبان بازی کند با شمع طهر د آتش الهی
دل دارد تخی زار ز انوارش چه میپسری
بنگر شیشه بکیر بگذرد گر باد پیمانش
چه باشد کوه قاف آخر که گردد سنگ زوار
بگری نرم سازد استخوان صدر میمان را
دل بهرام و دیگر از پیش چون زره تصدین
عقاب از چنگ شهباز خدش کی تواند دست
بتیر از بال عزرائیل پرست است پنداری
ز پیام خوشی که گزناگ بسط بحر و بر لوبد
بجای سبزه خیزد شهسپ طایس از سختی
نگاه از عرصه گاه در گز چایک و نسبا
همان آبت از نخلت ز سی طبع سلیمتین
بیاد و کججهان امید محرومی شهید اینک
طرب کن ای طراز جاه و داد کامرانی ده
توفارغ شو که خصمت خود حوالت که در
نخفت است آنچنان بخت عدد که خواب خیزند
کند از لبکه در عهدت مروت خشک در با هم
مک آید بر در بدلت که دست بهمت نفلاند

بر آن شمع که یابد روشنی از پر تو را
فروغ صمدید بیخا تا ما شناکن لبهایش
نمیداند شناستن باز اگر کوئی بخارایش
که صدره چرخ پر کاهی سبک برقا انجایش
تمتمن کسیت کار ذناب رستاخیز چه لبش
مک آید مگردون گر حسام برق تابایش
خراند درون تنگنای بیضه معنقایش
که دشمن دیدد بانگ الوداع آمد از اعطایش
انشان نم نیاید از سبک سیری کججهانش
که بر روی بگذرد شخص خرام جلوه میرایش
بگامی در نورد و لامکان را طول و بنایش
بجاشی قطره گر عمان چکد زار بر مهایش
ضمان گردد بر احیا همت رشک مسیایش
دل بدخواه گویشین بمرگ صد تمنایش
بر رشک کججهاد دل باندوده جگر خالیش
سرافیلش بباگ صورتنا محشر بغوغایش
دری کش بود در یاریخت درد امان صحرایش
بجیب دامن خواهمش مراد دین و دنیایش

معرف در حضور داشت لیس با دنا طلق را
ضمیمه نخته پیرایش زبان بذله پالایش

کندان خدنگ و عا میباشم ز کس دل چنان زخم که خورد و به نشانه
 گدای خشم تو یارب مباد هرگز تر
 بغیر آب دم خنجر و دم شمشیر!

قصیده در مدح

نواب امین الدوله بهادر

تعالی الله وزیر اعظم و والای شانش
 کند حکم بفرستند باج حکمت و حشمت
 فلک چون دید گیوان ساسر الوان و لغنا
 نیاید راست تشریف دزارت بر قد غیره
 فلک شد پیر لیکن بهر مختل فن تدبیر
 مانند خاور سر خود بر سنان بیند
 خردس رعد عریان میشود پاد کاب از بیم
 کند گوز خمی او قطع امید از حیات خود
 دلاد کش خدانش بس که سر گرم جگر دوزست
 نزدیک جز دل بهرب و دستم ترکش تیرش
 شدی از نینزه یا جورج الین در نیامت هم

گرمی ساید عبین بر عقبه خاور شانش
 سکندر از دیوار روم و افلاطون یونانش
 ز شاخ صدره میباشد سبب در پانش
 که سپردیست خیاط ازل بر قامت شانش
 همان تکرده زانو پیش اطفال دبانش
 اگر نه بد سپهر از لغی سر بر خط فرمانش
 عنان بر سینه چون سجد کز کف برق جانش
 که خورده ست آب از زهر لامل تغیرانش
 بزرگ غنچه باشد خون دشمن جز در یکانش
 نشاید جز بر سر سام در میان گوی چو گانش
 بجای سد اگرستی سکندر عهد پانش

قصیده در مدح

سلطان عالم و اجد علی شاه

میم صومعه در وصف خلد راند تعال
 سپهر کو کبیر و اجد علی شاه غازی
 زهی کریم که در شهر بند مکرمت
 ز استماع حدیث نوال ابر کفنت
 چه مایه قصد تنزل نموده در رحمت
 چنان بدو تو مکرده گشت شیوه نخل
 پرهای سعادت نرسته بود که زد
 بخاک و خون تن عنقا طپد بدشت علم
 توفی که در نظرت جلوه میکند هر دم
 نوشته اند لقب تو ای کفر و دین محض
 کدام غمزه شد پیش بهمت که بشت
 بریده یاد زبان سر آنکه از تنه دل
 ز لکشته ان کند ام تو بیزنجبیش
 کجا روم زد در دولت چونیت مرا
 بنوشند روی الطاف حال من در پیا
 بددن ز حیرت و وصف شده ناطق

مرا بیزم طرب خیز شاه برد خیالی
 که نعل تو سن قدرش همی سوزد زلال
 بسا گدا نشود آشنا بحرف سوال
 شود بزرگ صدف گوش خلق امان
 هر آینه گفته ترا گاه بود بحر نوال
 که شد مکتب قارون حرام الفت مال
 بسایه گستری فزق تاج زیب تو فال
 همین که باز خدنگت بهم ز بند دیال
 ز گاه عشوه گر بخت دشمن اقبال
 که خون خصم تو چون شیر مادرست حلال
 بآب جو در روی عدلش غبار مطول
 نفس نفس نشود مرزا مدیح سگال
 اگر سپهر نگردد بکام اهل کمال
 چیز جناب تو در هر قبله آمال
 که گشته جام دل از نهم غصه مال مال
 بکن دعا و بدر آ ازین خیال خیال

همیشه گلشن عیش تو چون ریاض بهشت
شگفته باد به الطاف ایزد متعال

قصید در مدح

محمد علی شاه فردوس منزل

یاد آن روز که زانده بودم نادان
یاد آن روز که گر چرخ بمن کج نگزیدت
یاد آن روز که گرسو ختم از تشنه لبی
من که در کانه مقصور غوروم از رنگ
من ترقی طلبیدم تو منزل دادی
بسکه گردیده ام از کلفت ایام نحیف
گاه در ناله ام از درد گرفتاری خویش
بجز کشتی بکف آید بنوا به پیشت
هر که مداح تو شد گشت غنی تر ز کلیم
خسرو اگر چه بار باب کمالت نظریت
زانکه اظهار کمالست برت بی ادبی
نیستم شاعر دیوان شعر نیکو چسبیت
نه شینی که کند پاک مهر شرم از چشم

بود از یاده عشرت قدحم سالامال
غضب آوده ز دامنشت بچپالتش اول
عازگداشت که از خضر کنم آب سوال
می خوراند فاک سفله ام اکنون به سفال
شرم باد از منت ای چرخ نوی پیاخیال
میتواند که کند مورچو نیلیم پامال
گاه در گریه ام از فرقت امفال و عیال
پس چسبان گریمت ای دل بر دیو برال
ای به از شاه جهان زر کرم و جواهر بلال
عاشق شد که گویم منم از اهل کمال
بی ادب را بنجاب تو رسیدن چه مجال
گو برین زلف زنده تقیه سلمان و کمال
شغیفی که فشانند ز دم گرم سلال

عاجزی مثل من اکنون نتوان یافت بدهر
 شفقتی که کند عرض پریشانی من
 شه نشان شاه محمد علی آن کا قبالش
 ای که نمانده چو دیده گیهران در خواب
 تویی آن شه که گزینند بر ترم جا همت
 همه تن چرخ شود ماه ز بالیدن آن
 عام شد لیکه ترقی بزمانت ترسم
 آله حرب اگر عدل تو منسوخ کند
 انتقامیت بدو تو که در خانه دل
 چشم پوشیده بفرموده عدل تو چسود
 دهر این ز خطر گشته چنان از عظمت
 نسر طائر پس کنگره عرش خسرو
 لاله موج خون فلک ننگ را شکند
 بر شکر طاف گد تا شکند صف عدو
 چشمه چشمه آئینه صفت خشک شوند
 کار خشم تو چنان بسته که جسد از کشتن
 طالب جاه تو هر سو که رود پشیمان
 میشود مردک دیده سویدای دلش
 گرد در اندیشه ضرغام در آید خلقت
 میکند از فلک اخضر دریاست بگیر
 جز بند کعب در بار تو گوشه بچمان

گر به بیزند جهان را همگی در عنبر نال
 بجناب شه جم جاه و سکندر اقبال
 آفتابی ست مبر از کسوف و ز زوال
 مهر روشن گهری بزنگ جابه و جلال
 خسروان همچو غلامان ز ادب صف نعل
 نسبت فعل سمند تو کنم گرز همدال
 کند از روی بتان نشو و نما دانه خال
 میکشاند همان دم ز کمر تیغ جبال
 بی اجازت نتواند که هند پای خیال
 سبزه همیشه شیران ستم پیشه غزال
 که دهد بچه بخار دهن شیر شغال
 باز تیرت پی نخیر چو بکشد یال
 دم بجای شود تیغ تو سر گرم قتال
 چه بری حمله برو که برین که پشمال
 گر سوم غضبت روی هند سوی خیال
 مرغ روحش نتواند که کشاید پروبال
 یاس در پیش دی دخت سپهر و نبالی
 رای پر نور ترا هر که در آرد بخمال
 فتد از رشک دمش خون بدل ناف غزال
 در ز شوق کف تو کوکب سیاره مثال
 نه مند دست که گوهر شده بمنگ سفال

کیستم غم زده از ره دور آمده
ملع جاه ندارم به جلال تو قسم
مپسند آنکه ز انعام تو محروم شوم
ان عمان جانب ایجاز بگردان نطق
بگذر از موح دکن از صدق دعای که دعا

بامیدیکه شود لطف تو ام شامل حال
خواهم از نکر محبت تو سخن فارغ خیال
ای ز انعام تو ز رگدیه گرانرا بجزال
ادهم تند قدم از ره طول مقابله
چون ز صدقت بتاثر تو زرد و ابله

بذره آفتاب زان ذات شریف تو مصون

تا ابد کتف عون علی متعال

منقبت

آساده شو بجایزگی روضه جان
شه و چه شاه آنکه گدایان در گمش
شاه و چه شاه آنکه به نعلین قنبرش
شاه و چه شاه آنکه ز دریای نعشش
شاه و چه شاه آنکه نجرگاه عظمتش
شاه ولایت آنکه بتامید کرد کار
آن بار که بلند که میگفت جبرئیل
مدح کبوتر حرم کبریایی اوست
نهند قدم بران جبروتش راه ننگ

اینک ز دم به منقبت شاه انس
گیرند باج رتبه ز شاهان شه نشان
سوگند میخورد گهرین افتخار کیان
موجبیت کمکشان و جبابیت کسان
تنگ سرت تنگ وسعت بیدای مکان
در کشور قضا و قدر کشته حکمران
گاه تنزل صفتش عرش آستان
گویند گاه مدحش اگر عرش آشیان
بجای از خویش در مفرق فرقان

آرند هر چه از پله عین پاک او
الطهال شهر تدرت او در گو فکند
ناز و زنبش به ملائک ابوالبشر
عرفانش قلزمیست که باشد کناره اش
پیش فطانتش که تعلیم معرفت
حرفی ز رای روشن او خامه ز درقم
هر راز کا نرون دل چرخ منضمست
از انفعال جوهر کل پیش فطانتش
در پس فتنه بجاده عملت هزار میل
خواند بعد نیاز چو ارباب احتیاج
گرد زخی تصور لطفش نماید
اکنون کس بجای گدایان او سراغ
انجا که چیده همت و الای اوساط
در عهد او ز لیکه صغیران قوی شدند
فرمان روای ملک سلیمان شود اگر
گیرد چو اوج بانگ سم دلش بچرخ
بیرون رود ز مهره پشت هر چرخ
ملزم شود به محکمه رزم خصم را
بنود خطر ز قالیض ارواح روح را
نازم که ملج سنج سنج خدا ستم
اما چه سگ ز حقیقه دنیا کناره گیر

سده خانیان قدس شراک از گزینان
گوی سپهر را که بازی چو کودکان
خند ز خفقتش بسبوات خاک دان
صد ساله راه انظر از سر حد گمان
ز انوز دست عقل کجستین چو کودکان
فواره تجلی حق گشت در بستان
پون مهر بر صمیم منیرش بود عیان
جز و شعور خویش کند در بغل بنان
با عزم او شود اگر اندیشه هم عیان
سرعت ز عزم او بسلم امر کن فکان
خود میشود بهشتی دوزخ شود جنین
رفت آنکه بود منزل گوهر محیط دکان
نشسته چون خلیل هزارش بگرد خوان
هر گرم گشته مار و چه مار اثر در دمان
بند و حمایتش کمر مور ناتوان
پون ماری جلد ز سر راه که کشان
پرد چو ناوک اسد الله از کسان
سنتیه او زبان ابل راست ترجمان
گر باشدش حفاظت حیدر ز گاه بیان
هم مدح سنج و هم سگ کوی خدا یگان
در اخلاط جیفه خوران نیز بر کران

توفیق من مباد که مدحت سرا شوم
 جز در ساقب اسد اند دال او
 مشتی سفید را به ساجت چه سفیدگان
 قطعش کنم از شرک شود زبان
 ناطق بوقت نزع بگو یا علی مدد
 من ضامن از لب تو اگر بزنگشت جان

قطعه

ای آنکه از مشیرم تقدیر زاده است
 نارم رو باج خاک درت را کشته اند
 هر صفی از رساکی تعریف کرده است
 خواهم که وصف شعله درکت کنم دل
 آنیم احتساب تو در عالم وجود
 تا بر کشته شده شاید زلفت سلخ زلف
 پیش کف تو عهد زندان مکرمت
 باش دل حسود تو از آه سرد خویش
 پای زمین هر آنکه به بغضت فشرده است
 نازم محیط اعظم علم اندمیت
 ای جامع الضون که کعبین طفل کتبت
 زیرانی نسیم که با کفر را کفیل

بخت تو با سعادت کونین تو امان
 کاسد متاع سرمه فروشان اصفهان
 گردید بر سفینه تحقیق بادبان
 ترسم که همچو شعله برافروزد دم زبان
 عنقا صفت شدت بطابره نشان
 افتاد عظمه خیز دماغ عبیر دان
 در یاز دست مهر ز گرداب بردمان
 چون غنچه که پشه مرد از باد مهرگان
 باد اسریش طبلد و لے بر سر سنان
 کاندلیشه اسن ندید ز پنهانوری کسان
 از تو خطاب یافته علامه زمان
 محکم اساسی محرم شرح راضمان

نوزان بپاک طبیعت یا فتن کسی
شوقت ز سوز سینه موسی دهد خبر
دریا به پیش بحر کف مهنت سراب
پرسد ز بوی خلق خوشتر منزه کانیاست
ای حاسیان دین محمد که از شما
کافر خورد شکست چون از نذر بر سرش
چشمی بود در کمانت و زرد شماش نور
در عهد و صفتان که بود درد کائنات
طبعم ز عجز و ادب یک شما نه داد
گستاخی سیاس شمایم ز حد گذشت
من کیستم به کج قناعت نشسته
آزاده ز قید تعلق رمیده
پوشید ز نجی خرقه من دیده از نصب
افلاس کو بر خم من الماس پاره ریز
بستم اگر چه کلب به صابون زده است لیک
ک در زرق بریم دونان در هر چشم
ک زمان بجز تم زرد خاک نه خورم
شد هشت سال بلکه فزون کارمیده ام
یک پار سال شخص نیازم رخ امید
دیم ز شور غنیم ازدیگ مکرمت
سال اش پانزیر و بکاسه ام

بیزند خاک آدم اگر بسراستخان
رایت ز شمع وادی ایمن بد نشان
آتش بجزب شعله اوراک تو در خان
نکبت فروش لخنه گوخته کن دکان
فولاد گشته بزوے ایمان مومنان
گر در کفش بود علم فتح گاو دیان
جسمی بود شریعت و جهد شماش جان
کس تهمت سکوت نه بندد به مردگان
هر چند وادست فیه ام دلوشایگان
انمود جی ز حال خود اکنون کنم بیان
در لبه مبروی تمنای این و آن
نه خادم فلان در خدمت بهمدان
خند ز چاک کهنه پلاسم به پرنیان
دل را گلو گرفته ام از ناله و فغان
ناید سرم فرو بسیه کاسکان همسان
گر زین زیاده بگذردم کار در استخوان
در لوزه گنیم که دم آبرو به نان
در لکهنه باد مضمون ز آفت زسان
آورد سوسے آن حرم کعبه آستان
آشی بکاسه ریخت که گفتن نمیتوان
ورنه در کلب من دگلهانگ الامان

آدخ چو پهرزه گو شده ام با نخلبستم
 زین شکوه کز لبم بنیاد اجبت میزند
 یک منت از شما در من صد هزار شکر
 یارب بحق شاه نجف آنکه چون بهشت
 لاف قناعت و گله از جود پیشه گمان
 تا شکر اگر گزوم زندامت سسر زبان
 ای من پی دعائے شما جمده تن زبان
 فرزند مست فرزند در کف عولاد عیان
 باشید شاد با هم اولاد تا ابد

مانند زنده با هم احفاد جاودان

قصیده در صفت

نواب شرف الدوله بهادر

آن بلبلیم که گزین سبک زلفان
 آن گلشنم که با ذرفین شمیم او
 آن شبنم که موی کشان آفتاب را
 آن قطره ام که باله آزر به وجود خویش
 آن دادیم که هر شرری کش بهد زنگ
 آن شاعرم که شهرت شعرم جهان گرفت
 نواب نامور شرف الدوله آن که زد
 آن چرخ کین که گر بغضب بنگرد به مهر
 از سر درخت آتش موسی شود عیان
 بختد مبرده چون نفس عیسوی رغان
 آرد فرود حذیه اش از چهارم آسمان
 هر قطره اش نشان دراز بحر بیکران
 گردد به شعله شجر طور همس زبان
 چون حدیث کام بخش دستور شده نشان
 کوس شکوه بر زبیر هفتتم آسمان
 برگشته در دریچه شق شود نهان

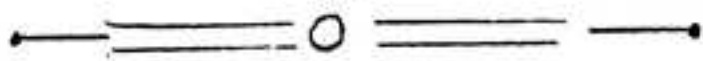
ای آنکه گزیده کنی حکم آورد
 خارا شکافت تیغ تو گرفت بنگرد
 معکوس او فدا ده ز بس بخت خصم تو
 بردش ضعیف کند جسم تیغ تو
 چو بد ز رزم گاه تو گردانه چه دور
 گزینش کند بر سر گشته خصم تو
 طفلی که زاده است دم عهد بستنت
 میگردد از تصور عزم سریع تو
 حکمت طراز کشور یونان بوقت کار
 کردم مگر تصور رنگین خیالیت
 یاد آورد ز صافی طبیعت اگر زمین
 باند برای فرس تو در کار گاه چرخ
 در یوزه نشاط کنند تا ز محفلت
 از شوق لغمه سخنی بزم لبشاشت
 گر بادی محفل تو کند جای دردش
 در خون کشد ز رشک طراوت بهارا
 بوی عبیر جامه یوسف توان شنید
 از لبکه رسم اخذ بر انداخت همت
 ناید ز عهده صفت جود تو برون
 بر جاده اگر شخص نوال تو بگذرد
 الا کلبه تا به بار که فیض بار تو

تاج زرین تارک سلطان خاوران
 در تنگنای بیضه عنقا شود نهان
 گردید خورد اگر ز پی خنده ز عزان
 آتش بخار دوس نبود گر چه مهربان
 گر بر دوس عرش بر دهمه مایان
 یک در طمی شود همه تن بجز سبکران
 هرگز شکسته نگذردش حرف بزبان
 عرش گران رکاب چو گردون سبک غلبن
 در دامن تو دست زندا همچو عاجزان
 کر شلخ ارغوان لشم میدد نشان
 صورت نما شود ز صف خاک آستان
 خورشید از خطوط شعا عیش پریان
 از گل گرفته کاسه کجف روزه عیان
 آورده پر ز برگ برون فی بیستان
 از قرط انبساط شود غنچه گلستان
 تریب عصر ز جام تو گذر کشد خزان
 اندر دیار خلق تو از گرد کاروان
 گرجان دهد مسیح بگیرند سردگان
 ماهی صفت شود همه تن بجز از زبان
 لبریز میشود ز گهر همچو کسان
 صد جافرور دو قدم سائان بکان

در حفظ آبرو و چو گهر شمس در جهان
 نلشوده ام بمدح فرومایگان زبان
 نهاده آسمان سرعیش بر آستان
 گردن ز کبر کج نه گنم پیش ناکسان
 جز بر فراز کنگره عرشش آشیان
 گر بنگرد سفینه شعرم به اصفهان
 از بحر این قصید جبابی ست آسمان
 تن زن که کند گشت سر مشعب زبان
 از تو دعای دولت دآمین زالنس جهان
 تا صوت بلبل مرت طرادت فرای جهان

در یاد لای طینت پاکت که گشتم
 نالوده ام بقیه کم مایگان دهن
 نه خاده ام بیارگی رو که بار بار
 صده نهد اگر لبم اره احتیاج
 مرغیت همتم که نمی بندد از عشور
 بچشم زنده رود شود دیده کم سال
 از لب که یافت ست بزرگی ز نام تو
 ناطق ز سفین گیسو آبدار مدح
 نتوان ز عهد صفتش آمدن برون
 تا سخن گلشن ست ملائت زوای دل

بزم تو باد غیبت گلشن ز اہتہ از
 ناطق در روز چھپہ خوش رشک بلبان



قطعه تہنیت

تولد کرد زند سعید الدولہ بہاؤ

تہنیت باد تہنیت از ما
 بجناب سعید دولت و دین

که خداداد این زمان پسے
چه پسر در چه در در تمین
چه پسر نور دیدن آرام
چه پسر روح پیکر کین
غازه چهره عروس وقتار
سرمه چشم شاید نمکین
مے نماید چشم اهل نظر
سرنوشت سعادتش ز جبین
مے سرد زهره مهد جنبا نش
مهره مهر زبید از پروین
از مہیا بای تہذیت گویان
شد گران گوش آسمان برین
از نشاط دلادش بچہان
نمواں یافتن دل غمگین
چون بود مولدش زمین بجد
نگرد آسمان بسوے زمین
گر رونام او عجب نبود
کام خنظل اگر شود شیرین
ہم نژادست دہم نخواہد زاد
پسری مادر زمان چین

گفت سال ولادتش ناطق

آفتاب سپهر دولت و دین

قصیده در مدح

مباراجه ممان سنگه بهادرت قائم جنگ

خیال روی تو منصب نزاری
بنام خویش زبان سپاس گردانی
میخ را فلکی خضر را بسا بانی
نمیرسد به جمادات عذر بجانی
تغیث تر ز لاله است ماه کنعانی
بر آفتاب زند طعنه در خشتانی
بجنب گرد راهت سر مره صفایانی
نگردی غیرت عشق گرمش نگهبانی
که چاک چاک دلم میکند خیابانی
که باد بر دل ارباب عشق از لطفانی
که نم کشته آن قاتلم که میدانی

زهی ز چشم تو ناموس فتنه ارزانی
سبحان سموات را همی تسبیح !
نموده شرم خط سبز لعل جان بخش
چنین که کرده است عام فیض جان بخشی
ز بسکه کاسته از شرم آفتاب سوت
بدره که فدا دست عکس رخسارت
بچشم اهل نظر خاک تیره می آید
شدی قبل درت وقف دیده در دهر
سگر عیون در آید خیال سر و قدرت
چه عیش سوز بود آتش غمت یارب
نفس بهرزه میچا چه میدی بر باد

ترحم بکن ای شوخ تلکے ریزد
 علم بقطره فشانی ست در غمت مژده ام
 جهان جو در کم راجه مان سنگد که هست
 زہی امیر کبیرے کہ روز و شرب تمبشید
 کند مشاہدہ گر حشمت تو اسکندر
 زلزہ تاج غرور او فند ز فرق شہان
 کند ز معجزہ قدرت تو نشود منسا
 بر لطمہ کاری امواج کی فتد از پائے
 بخلعت پر پروانہ کی رسد آسیب
 صلابت تو کشد دست اگر بیکر شان
 بوقت رای زدن میکنی قلا طونی
 اساس ملک ترانیت ز انہدام خطر
 تبارک اللہ از ان تو سن فلک پمیا
 کشد بصفحہ اگر نقش باد پائے ترا
 توئی کہ دو نظرت از مشیمہ ع تقدیر
 بزرگبار اگر تا بد اختر رایت
 چه عاقلی تو کہ فرمودہ گاہ تدبیرت
 بدوردانش تو شہرہ شد بے بوجہلی
 ز عذب سیلی اسادت کی بود رخ است

بیاد لعل تو چشمم سر شک مرجانی
 بسان صیغ مہار اراج در سر افشانی
 ز فرط بذل ملقب بر عاتم ثانی
 بخدمت تو کمر بستہ چون سلیمانی
 فدہ چو آئینہ اندر طلسم حیرانی
 بسوی شان سر تہدید اگر بہ جنبانی
 اگر بچشمہ خور نخل موم بنشانی
 اگر شوی تو بنائے عجاب را بانی
 بدست خنکش اگر شمع را پوشانی
 کند بحکم سپاہ تو پوست خفتانی
 بگاہ حملہ دی داد پور دستانی
 کہ تیغ در مح تو است کردہ اندر کانی
 کہ زد بہ خنک قمر طعن گرم جولانی
 چو برق میجد از دست خامہ مانی
 چو آفتاب کند جلوہ راز پنهانی
 شود چو ماہ رخ اہل زنگ نورانی
 زبان عقل نخستین ز آفرین خوانی
 بدان فراست و حکمت حکیم لویانی
 بزرگ کودک کودن محکم ثانی

بعون بخت و بتا مید حسن رای زربین
 مسخرند ترا جملہ انسی و جانی

شخص عزم تو گرسایه اذیت بر کوه
زگرد باد بکوی گرم جولانی ؟
بروز مکرمت بهره ذره تا خورشید
دمی که چرخه تو سر کند زرافشانی
ز بسکه زد بدش رشک جو تو آتش
بجای قطره شرر بار دایر نیسانی
ز بسکه طبع کریمت بود به بذل حرلیس
شانه گفته دمی حاصل تن خوانی
بعجز معترف آمد سخن سر اطمینان
اگر چه دانه بمدح تو داد سبحانی
ز بی شایه تو سراپه تجارت لطق
خجسته سپاس تو پیرایه سخن دانی
نداشت در نور مدح تو گوهری حکم
بخش گفتم اگر ترهات بحرانی
ز جوش وجد زمین در زمان بچینانم
بشعر من سر تخمین اگر بچینانی
کنون که مدح تو گفتم چنان مباد که باز
کنم سپاس نسلانی و وصف بهمانی
به مهمت چه عجب گزشم ز انعامت
چنان غنی که ز انعام های رسانی

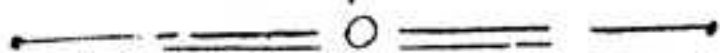
امید بود تو ام کرد منعم و ترسم
 که از عشرور کنم دعوی جهان بینی
 رسید وقت دعا قصد محقر با طلق
 که طبع را کند آزرده عرض طولانی
 همیشه تا که رسد تخت و عمر آسید
 ز حادثات فلک در زمسانه فانی
 ملاذت بخت تو باد اصمایت از سه
 پناه عمر تو تا سید با سه یزدانی

غزلیات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بدشتی کوفتد بکیره نگه آن چشم جادو را
 کند موج رم وحشی غزالان جاده ادرا
 ز کام از تکهت گلهای باغ خلد می آید
 دماغ عند لیبان قفس پرورده ادرا
 خدارا چون کشتی آفتابش تصویر گلستانی
 ز مژگانان اسیران قفس کن خامه مورا

مدار از تربیت چشم اثر همچون قابلیت نمیت
 کجا باران تواند سبز کردن شاخ آهوا را
 بخروش این سخن شیر بچپاه افتاده میگردد
 که روز حمله عاجز می نماید زور بازو را
 سپهر دون نواز آندم که بر کام خسان گردد
 در آرد همچو پوست شادی در بر تر از او در
 نمی دانم شهید تر از ترکان که شد ناطق
 کفن از پرده های چشم کردند آهوان او را



برنگی کرده لبر ز الم شوق رخت گل را
 که هر خارش فنجان آموز شد منقار بیل را
 مکن ز بهارش ای شکل سست سراز کلبه بیرون
 رسد از حلقه گیسو مبادا چشم کاکل را
 ز بس دزدیده خود را نهیب چشم خمورت
 خیال غنچه ز گرس نمودم ساغر بل را
 باغ ای بی ترحم باغبانها تا کی غلطه
 به مهد گل خوابید طفل اشک بیل را
 سپر انداخت اینک تاب مشتاقان دیدارت
 بکن اکنون نیام ای شوخ شمشیر لغافل را

بسیر پیچیده سودای سیه مرغوله مارا

بچنگ امشب بمعنی بند از زلف سنبل را

صبا از نکبت گل‌های باغ فکرت ناطق

بگردان نازه روح بلبل گلزار اکل را

○

نه شش تا بد اجل از دهرشت غم بر سر ما

سرماباد فدای غم

آن اسیریم که صیید باد ببرد سر ما

سربون آورد از چاک قفس گر پر ما

گت قواره خون همچو گلوی بسمل

استینی که کشیدند به چشم تر ما

از غم موی میان تو لبس کاسته ایم

نماید بنظر چون رگ جان پیکر ما

می جهسد در ز صدف همچو صدف از زخم

گرفتند بد بریا کف خاکستر ما

بسکه از طالع ما گشته سیه پندارے

که سویدای دل چرخ بود اختر ما

ز آه ما سرد شود گرمی عین گامه حشر

داد ما گزست از زبان داور ما

تا بر دنام به آب شود از خجلت

نیت بویجه اگر کس نخورد گوهر ما

در کف خویش پاشتن خود شیریم
پس دتاب که خوریم از غم او جوهر ما

سجده های که نمودند بخوابش مه و مهر
شد از جبهه یوسف بت ما پیکر ما

داریدیم بجای من دناطق در عشق
که بود بسیل در پروانه نصیحت گرما

سخت از گرمی دیدار کسی سیکر ما
بس ازین چشم کلیم الله دعا کتر ما

همه از مستی ما سرانالحق جوشد
خاک منصور هماناست گل ساغر ما

آن همایم که گرد شده اقلیم حنون
بر سر هر که قدسایه بال و پر ما

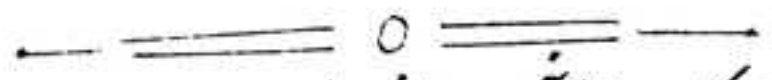
خون صد توبه بریزیم و محابانه کنسیم
عفو تاضی شده در محکمہ داور ما

صلح کل مرتبه کرده کرامت ما را
که خورد بر بمن و شیخ قسم بر سر ما

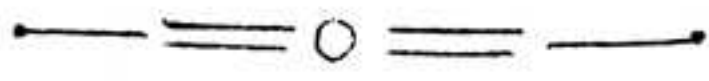
فارغ از آفت ما باش که ما خضر خودیم
ز این آفتیسه فدایا بود خنجر ما

اندین بادیه از منزل مقصود میپرس
گشته سرگشته تر از ریگ روان رهبر ما

تینصد گنج بهائیم ولی بیتدریم
 کز مینزورته زنگار بود جوهر ما
 نیستش حاصل کونین نگوئی ناطق
 که بساواشکند از تو دل گوهر ما



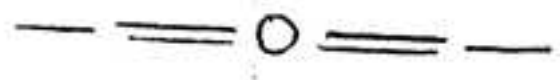
گر چو بلبل کلبه از خار خس باشد مرا
 کشتی باشم اگر گلشن هوس باشد مرا
 نداشتک خونین هر کجا باشم گلستان میشود
 فی تاغم دام دونه اندوه نفس باشد مرا
 غیر درد خود نشان نگذارم از دردی شک
 گر بالفاس میجاد مترس باشد مرا
 آهنین دل نیستم یارب چرا در راه عشق
 ناله بی تاثیر مانند جرس باشد مرا
 تملکی از سخت جانی نیم بسیل زسین
 مینغم زین باز بر معنی که بس باشد مرا
 بعد قتل من خدا را خنجر از خونم مشوی
 این قدر رحم از تو ظالم ملتس باشد مرا
 کار ناطق را بدو نان نه سپری بهر کشتاد
 اینقدر لطف از تو گردون ملتس باشد مرا



عاشقتم عاشق چه باک از بوالهوس باشد مرا
 شاهبازم کی محو ابا از مگس باشد مرا
 تاجچه آید بر سرم از دست بر و عنایت
 گز نه بسدادت ز شفقت داورس باشد مرا
 کی میسر میشود عیان باغِ خلد را
 این فراغتها که در کنجِ قفس باشد مرا
 آن نوا سبغم که مرغ روح داؤد از خدا
 باد عا نخواهد که بهم دام و قفس باشد مرا
 لب بر نشد هیچ کس یارب مباد آلوده ام
 تا بخون خویش خوردن دسترس باشد مرا
 از می پر زور لاف پور و ستانی زخم
 پهلوان رندم چه پروالی غس باشد مرا
 نیست غم ناطق نباشد گر کسی من بچکس
 بیکسی تا هست کی پروای کن باشد مرا
 — — — ○ — — —

درد هر دیولت نه گردید هوس ما
 بر شربت دینار نه چسبید مگس ما
 جان باز و اجل گردید چکاندیکامش
 یک قطره ز زهر آب گداز لعل ما

موج ۷ شعله جوالہ نماید بہ نظر
 گرم گردش چو شود ساغر مستانہ ما
 گشت ممنون لے عمر ابدی ز آب حیات
 طعنہ بر خضر ز ندہمت مردانہ ما
 باد فارغ ز غم تریبیت مادہ حقان
 آب از خولیش خورد بچو گہر دانہ ما
 ہچو آتش کدہ مادای سمندر باشد
 ہر کجا بخیتہ خاکستر پروانہ ما
 لقب روز قیامت شب پیدا کرد
 گر بیادش گذرد ظلمت کاشانہ ما
 از جنون مردم آبی رہ صحر اگیرند
 بہ محیط افتد اگر سایہ دیوانہ ما
 میخورد تاب چو مونی کر رسد بر آتش
 رگ خواب از اثر گرمی افسانہ ما
 ناطق از خجلت کم قیمتی خولیش بہر
 آب شد بار و گر گوہر یکدانہ ما



گنجا بر سر ہم دیدہ بویرانہ ما
 از در سیل کجا میرود از خانہ ما

ما تا فلسفه بهترین آرام و قراریم
 خیزد زره خوابیده ز بنگ جرس ما
 در کشور ما تا نشوئی مست نگردی
 با مردم بسیار ستیزد عسس ما
 هر مرغ که پر زد به تمنا می آیری
 اول بشکون کرد طواف نفس ما
 حرف هوس بوسه چو تپخاله گره ماند
 از گرمی محنت به لب لبتس ما
 زندانی دل لبکه شد از دشت خویش
 کرده است فراموش ره لب نفس ما
 شد از اثر طالع داز و نه گل یاس
 هر غنچه که بشکفت باغ هوس ما
 فریاد نگوئی که بکوشش زرسیده است
 تا طق بتغافل زده فریاد رس ما
 شد عشق ز خون گرمی محنت هوس ما
 پروانه شد از پر تو شمعت مگس ما
 آن شعله که بد جوصله سوزارنی کو
 عشق تو بر افروخته از خار و خس ما
 ما نمه زن گلشن طوریم در نرسید
 غیر از شجر وادی امین نفس ما

پیرایه جهانندیم بمیدان فراسد
 عشق آمد و بر تافت عنان فرس ما
 تا در دل ما چرخ زند خواهش لعلش
 جان بخش ترست از دم عیسی نفس ما
 خواهیم ز چشمش غلط اندازد گامی
 رد کرده نازش نشود ملتس ما
 یارب چه بلا بادید است این که ز تالمش
 چون شمع بر افروخت زبان جرس ما
 هر لحظه مد تازه گلے در چین حسن
 پیش که کس آید دل بلبل هوس ما
 ناطق زلف ناله عجب نیت که جوشد
 پنخاله ز کنج لب بام نفس ما

بلکه تفسیده ز سوز دل ما خانه ما
 می پرو سیل پر سیاب زویرانه ما
 بزودی برقع دقواره آتش گردید
 از فروغ رخ تو دودکش خانه ما
 باده از لبکه به اندیشه لعل تو زدیم
 رگ یاقوت نماید خط پیمان ما

عاجت را تو منتهای نازیم است
صبح فرس از کف سیلاب بویانه ما

غمزه‌هایش ز می نه‌شک ما میم به‌روز
خاک ز یاد نباش گل پیسانه ما

مندان من و غافل تو از جلوه آن
غیرت رخا ز آئینه بود خسانه ما

حاصل دل ز رخس نیست بجز حیرانی
آب از چشمه آینه خورد دانه ما

در مین قصه عشق تو سرودیم و چو گل
گشت بلبل همه تن گوشش بر افسانه ما

چه کند می‌کند گرنال خرابی نرند
گر چنین بوش زنگریه مستانه ما

کعبه را قبله اسلام نمی ساخت علیل
بر نمیداشت گرش طرح ز بنجانه ما

ناطق آن نشه کرد در صف معاصورت
میتوان یافت ز در دته پیسانه ما



زیره سیل شود آب بویرانه ما
سنگین ست ز لب پیت دیوانه ما

از کف سینه ما سوختگان هیچ می‌رس
تا رسیدیل مراب ست بویرانه ما

پای مارا بسہ کوی کے برودہ بخواب
لوحش اللہ زمنون سازی افسانہ ما

بسکہ بالہ بخود از ذوق جنون میبرسم
کہ درد حیا مہ معسر یابی دلوانہ ما

صدر ہشی در گذر خضر فشانیم دلے
از سیہ بختی ماسہ ز شد دانہ ز ما

می بیاد رخ آن غنچہ دہن بسکہ زویم
خندہ گل دمد از گریہ مستانہ ما

ساقیا ساز تہی بر لب مامینارا
تا کنی مے بعد ج پڑ شدہ پھیانہ ما

آتش از سوز دل افروز دور خورشند
ناز بجا چہ کند شمع بر پروانہ ما

باز شب شد کہ بہم دست و گریبان گردد
پینہ گوش تو و شعلہ افسانہ ما

ناطق آن رفت کہ صد شمع در سوگون
شدہ محتاج شروع شرخستانہ ما

— — — — —

المننۃ للہ کہ بمیخانہ نیست !
آن مے کہ در و خاصیت آب بھانیت

آن باد که زد گل کند سر انا الحق
رندی که به پایدیش از فرقه مانیت

صد سیکده از باد هتھی گشت دلش در
پیمان ماچیت اگر چشم گدانیست

ما اُمت عشقیم و بجز حسن پرستی
بی غیر با گفت در کار روانیت

ما خاک نشینان ملک کشتو نعتیم
منت بسر باز پر و بال همیانیست

ز نشسته دلم در ره اکر ام کر میان
حتم کره سن بکن عقده کثانیت

ای آینه تا چند کنی عیب مناسی
این شیوه پسندید ارباب منانیت

تا گل کند غنچه بجای زرسد بو !!
دل ناکشکست است از واک منانیت

خواهی که کنی نرم دل سخت بتان را
زاید بخدا گریه ات از ترس خدا نیست

حکم غم یار است که ما زنده بمانیم
در زود غمرون گنه از جانب مانیت

باجبر ستانی دل اگر خود نفروشیم
در کشور بید او تو سودا برضا نیست

خواهی که تـه خاک هم از رشک بسوزم
باغیر که برتر ستم آئی ز وفا نیست

قربان دفائی تو که هرگز نخوری مے!
زان شیشه که از سنگ مزارشده نیست

آن تیغ که صد غوطه به زهراب نمودست
لب گشته ز خمش دل خود دشمن با نیست

ناطق مطلب صحبت راحت طلبان را
بگریزه درد دیکه گریزان زودانیست



شده ای درد که زخم دل مانا سوزست
وز زخمش چشم بد حقه مرهم دورست

عاشق از ضعف نیار و کند از جا کاهی
قصه کوه کینیا بخلط مشهورست

بر سر تربت ما از اثر ذوق شراب
هر نهالی که نشاند برش انگورست

بسکه در سلسله زلف کسی پابندیم
عم ز خود رفتن با در گرد دستورست

طرف فتنه چشم تو شدن زهره کیست
دل اگر بجگری پیشه کند معذورست

نگہ اردو بکیدن لیت آن غمزہ بے
نیش زنبور پناہ عمل زنبور ست

بتصور زودہ ام بوسنہ بلجل تو کنون
از علاوت لب من وقت قتلار زرت

ہر کجانی نگری کا لبدی بجیائے
بی تو آئینہ احوال من مہجور ست

قسمتم بود کہ بستی سر من بر فتراک

در نہ قائم ز تو این رحم بجایت دور ست

سخت حسن تو ای کان ملاحات ناطق

بسکہ کردتت دہانش چونمکد ان شورت



تہانہ گل بقصد دل زار بلبل ست

ہر برگ این چمن پے آزار بلبل ست

ہر شب نشستن از پے فریاد تا سحر

بیداری کلم من و بسیار بلبل ست

بارتیم کشیدن و غمناک زلیستن

پردانہ نیت کار تو این کار بلبل ست

عشاق را کساد متانیت خامشی

کناں ناگرمی بازار بلبل ست

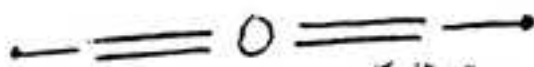
نالده ز لبس بیاد لبت غنچه در چین
از هم دلش دو نیم چون منقار طبل است

از لبس مجاهد حرم تست علم با
گلشن شهید حسرت دیدار طبل است

بیل ز لبس بد در تو قحط است در چین
گل ز رنگ گرفته خریدار طبل است

گلچین کنار دامن خود هزاره بر چین
کامروز گل بگوشه دستار طبل است

ناطق شگفته خاطر می من درین چین
از نوک خامه ات نه ز منقار طبل است



نه غم دهر در روی غم ایامی هست
ای خوشادیر که خوش بگوشه آرمی هست

یارب از عادت چرخ زوالش مراد
کجا میکند و میکند آشامی هست

منکه مستم ز می عشق چه واقف که بهر
شورش کفر و نهنگامه اسلامی هست

ایک گوئی که رحم طرزه صفای دارد
ناز که ز پی صبح ترا شامی هست

باغ را ناگل نارسه کنم صرف خزان
گردانم که به بخت گهت کوامی هست

دام برین زره، گنجه مقصرت
مرغ دل صد تمنا لب با هست

نم آن پیر که از سلك مریدان است
هر کجا زیر فلک میکند آشی هست

حضرت غریب به آب ظلماتم که هنوز
بطرب خانه من جبرعه از جامی هست

سینه ام را به نسیم پر تیری دریاب
که درین تازه چمن غنچه دل نامی هست

اگر محوشی اگر انبیهت ترا با که دمه
میشود عیته بهر جا طبعی خامی هست

روی خورشید دمه و شمع نه بیند خواب
بیداری که چو من تیره سر انجامی هست

آنکه آئی ز حرم گم شده می حالا هم
مکرمت کن بمن از جامه احرامی هست

مرد مشهور گت نام وطن را ناطق
بایزید این همه جا گفته که بسطامی هست



لذت زود و لبکه دل زار من گرفت
ناخن زودم بداغ اگر شد ز گرفت

از بسکه طالعیم به تنزل نهاده رو
آتش ز شمع تر بتم اندر کفن گرفت

رفتم بسوی کعبه ز کوفی بتان و لے
حسرت دوید از پی و دامن من گرفت

گر خضر کامیاب شد از چشمه رشک نیت
داد از کسی که کام ز چاه ذقن گرفت

تنهانه شمع هر که در آید به مخلصیت
روی تو دید و شمع صفت بوختن گرفت

در دور کفر زلف تو ز نار بند شد
زاید که نخورده بر روش برهن گرفت

پرواز را که گفت ز محفل فروزیت
کو پیشتر ز شمع ره انجمن گرفت

تا دل نید نکبت مشکین کلاله ات
دیوانه گشت و دامن شت ختن گرفت

یعقوب را ز چشم تو روشن که باد مصر
بالوی پیر من له بیت انجمن گرفت

صورت چو معنوی است بنازش نیابیت
بت نبی کرشمه دل ز کف برهن گرفت

رفتم به پیش داور محشر به و اداری!
ادنیز جانب بت بیباک من گرفت

ناطق اشده بجز اغنی عالم زده
آن هم بجز دلو زنی که این است

در آتشی من بچاره راول افتادست
که هر شتر ز من مقابل است

چو از جهان بسلا مت بر م زنده است
که برورش ملک الموت بسمل افتادست

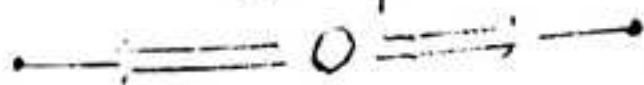
جزس بناله ندانم مقلد دل کسیت
که ناله بخود ویس از تحمل افتادست

بجش تو نوره زمین بر زمین گذشت ز بت
که شیخ هم ز خداوند غافل افتادست

روایح یافته بیداد لبکه در عهدت
دل یس بخور زیزه مائل افتادست

گذشت موسم و رفتند عمران و مهنوز
سفینه عمن میسین بر ساحل افتادست

تخم نه دولت بیداد لبکه در ناطق
بستادی همه عالم مقابل افتادست



بکف تیغ جناب از آن دفا بیگانه می آید
شفاعت پیشگان رچی که بیره همان می آید

درون نفسیده معشوق که ام یارب که آه من
برون از دل بسامان صد آتش خانه می آید

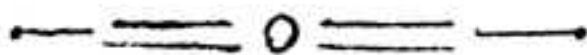
سرایت کرده مشب نکبت زلفش چنان در بزم
که بوی مشک از خاکستر پروانه می آید

بنی آدم که باشد کز درت فرزانه پرگرد
پرسی از حمد سخن تو هم دیوانه می آید

نیز گیر ای امام شهر از کیفیت زاهد
که از مسجد صدای گریه ستانه می آید

مگر بشکست ناطق توبه کاواز مبارک باد
جگوش من پای پی از لب چپستانه می آید

ز سلف و سخن دیو در دوش پروانه میجو شد
که ای شمع زوا مشب در من کاشانه می آید



آنکه در رقص با آواز درامه می آید

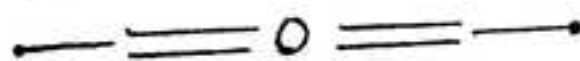
یارب از دیدر محسّل بچپامه می آید

مگر از میکده سجاوه بدوشی بگذشت
کز گل ساعز نابوئے ریامه می آید

ایمن از آفت ادریج کسی نیست که همت
نگه از چشم تو هم رو بقفا می آید
سر کونی تو ندانم چه تماشا دارد
اشک خونین جگر آن پابختن می آید

خبر از غیرت عشاق ندارد آنسوس
بوی زلف تو که همراه صبا می آید

تو که دعوی نغمه گر بقیامت چه کنم
طلب خونم از آن چشم حیا می آید
غم ز بریدن سر نیست جز این ناطق را
که در دره کوی تو بیا می آید



اندیشه جور از دم آن روی نگو برد
سودای بهشت از سر من آن سر کو برد
یاد آنکه گل از دل نگهش تیر بر آورد
نشته برگ جان من آن غمزه فرو برد
خون باد خدا یاد دل بیرحم تر جسم
کاندیشه جور از دل آن عریزه جو برد
طی کرد که دل شیفته صدوادی سودا
تاره نخم طره آن سلسله مو برد

گفتم چیه شد ذوق نمت گفت تو بزی
گفتم که چه شد رحم دلت گفت عدد برد

تا عشر در کعبه کند لوف مزارش
هر کس که بخاک آرزوی آن سر کوبد

ای جم بگدای در میخانه چه نازی
فیضی که تو بردی ز قدح او ز کدو برد

یارب چه ست آن بهمت ساقی که ز صهبا
کردم چو تپی بلبله دستم بسبو برد

که گو سخن از کوشردت سنیم که نتوان
از دل هوس باده لب سر چشمه او جو برد

یاد آن که بلب خنده ویا چرب زبانی
او برد دل از ناطق دماغ دل از و برد



تابکی لعل تو خندان بر قیسان باشد
آتش رشک مرا مردود جعبان باشد

هرگز ای یار نیامی بر من بی اغیار
روز وصل تو بر تن شب بحدان باشد

سنگ در دامن کهسار نماندست همینوز
چشم دیوانه ما بر کف طفلان باشد

گر بچه گاه بزندان نگیرد یوسف را!
حسن از حد چو گذشته آفت زین باشد

خاکساران جهان ز سب دیگر دارند
مسند مور کف دست سیلان باشد

کف افسوس ز مژگان چه بماند
چشم از کشتن من گریز پیشمان باشد

بسکه از آتش شوق قدرت افرخته اند
سرد و از فاختگان سرد چو اغان باشد

از چه ناطق نکلند دعوی شاهشاهی
که گدای در سلطان خراسان باشد



جماعتی که کنون در سخن نظیر من اند
زین منت اگشت حرف گیر من اند

سرم منم که عروسان حجد گاه خیال
نظاره گشته آینه ضمیر من اند

بیاید رنگه کن که صد هزار چو جسم
کمین و طیفه خواران جناب پیر من اند

ز دم به انجمن دوست لاف آزادی
بطعنه گفت که آزادگان امیر من اند

سراغ گم شده دلهاز یار کردم و گفت
که در شکیخ سر زلف دل پذیر من اند

ز مردین پر دبالان گلشن ملکوت
بصوت حسرت دایم تو هم صدید من اند
بیایه مملکت همت و برین ناطق
که من تو نگرد این مسغان فقیر من اند



که است زهره که بایار کارزار کند
که کمتر نغمش کار ذوالفقار کند
جفا مسنج و ستم مشم و ستمیزه مخوان!
بزرگم ترک من آرایش شکار کند
دل من نمی شکند بی حمایت ستمت
باب تیغ تو این گلستان بهار کند
بگم گوشه چشم تو میزند نیم تدرج
و گرنه کیت که بهوشی اختیار کند
لبت اگر تبسم نمک نشان نشود
دل و جگر بچه امید کس دگر کند
به زرخ مشک فرو شدند خاک اقلیمی
که باد از سر زلفت بران گذار کند
زیاد حسن تو هر خس در آستین دارد
طراوتی که کرامت بگل بهار کند
و این منت خوی تو ام که همد نفسم
ببخش ستم تازه شه سار کند

گذاشتم روش سرکشی کنون ناطق
بجاکاری من خاک افتخار کند



عاجز نیم ز عریده آسمان هنوز
دارم بچویش قوت ای گمان هنوز

خاکه ترم بیاد شد و نال سای من
با برف می جهند عنان بر عنان هنوز

خورشید شتر سر زود از دود آه من
ظلمت سر است عرصه این خاکد آن هنوز

ذوق خلاق از کمر کوه برگذشت
نکشوده تیغ قائل ما از میان هنوز

شد خصم با قریب دور غدر میسزند
ز شکم بصلح پانهند در میان هنوز

هم در خیال خویش نیایی خدای را
مارا نکرده تو بر شک امتحان هنوز

ناز تو خوانده فاتحه رخسرت بسیار

ریزد ز صبه سجده بران آستان هنوز

یک ره نموده چهره بگلها و می خورد
آب از خوی خجالت آن گلستان هنوز

از سونات فرتم دیشخ حرم شدم
رویم بگناه سجده بسوی بتان هنوز

ناطق دیکه کرد صبوحی بخون خویش
بیعت نکرده بود به پیر معان هنوز



تلختر کام من ز تو شیرین لپس هنوز
یعنی که لطف کن دوسه بوسه دگر هنوز
کی میکنی معانقه با من که از عنبر و
قن در نداده بکنار پدر هنوز
حسنت اگر چه خورد شکرت از سپاه خط
اندازد آفتاب بر پیشیت سپر هنوز
عربیده تو منضوب سیاب میدهد
دل را که خرام تو ای سپهر هنوز
یکره گذشته بر چمن مرت و میکشد
ز گس بیاد چشم تو ساغر لب بر هنوز
درز ندگی لبش بقصور یکیده ام
رومد ز خاک تربت من نیشکر هنوز
عیش وصال گر چه بدادم رسیدت
داد از غم ذائق تو بیداد اگر هنوز
ناطق بیاد لعل عراقی سمنبدان
خون من را بیاد لعل تو سمنبدان

با صدف زینون دل ای چشم تره منور
نقش درده است بهنج عشقش حکم منور

بلبل ز ذوق بلخ نفس دم چه میزنی
کز ناله نسوخته بیال و پر منور

پانا بز الوم همه فرسوده دهمسان
نغم در آتش است لبوق سفر منور

رفتی در سحر و چو چرانان ز داغ تو

عرقم میان شعله ز پانا لب منور

په پیچیده دیده گرچه ز رویت سر نگاه
چار است حکم گریه بیشتر گان تره منور

دستی به مصلحت بدلم ز کز اضطراب

کونین و الناسخته زیر دوزیر منور

آتش به نه فلک زده بانکه آه من
نگرفته اوج یکسر مواز جگر منور

صد جام حالیه زوم و العطش زمان

جان میدهم به قیمت جام دگر منور

ناطق اگر قدح زخم از خون جگر میلی

دارم بدست رحمت عا مش نظر منور

صیاد صیبر کن دوسه روز دگر هنوز

ای سنگدل نرسه مرابال پر هنوز

یکه گذشته گرم خدنگت ز پیوم

بخاله جوشد از لب زخم جگر هنوز

شد عمر با کله زارم به ز فلک

میگرد و گذشته دوچار اثر هنوز

خورشید از دریچه مغرب طلوع کرد

بیرون ز غرقه نادر دآن ماه هنوز

صد بار شسته بود همان بر خدنگ تو

چسپیده پاره دل دلخت جگر هنوز

روزی که من ترانه طراز چمن بدم

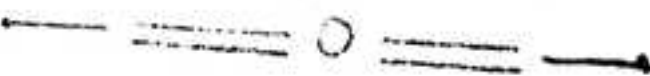
در بیضه بود قافیه سنج سحر هنوز

صد شمع بر فتر ختم ددل ز تیرگی

باشد نیاز مند فروغ شرر هنوز

بهدم طراز باش آگنده پر مده

ناطق بنوک نیزه نهادت سر هنوز



سبک ز دل هوس عشرت جهان بر خیز

مشو بخاطر ازین بیشتر گران بر خیز

بزرگبوش چنان گرم کانش است آتش
شباب از سر این شعله چون خان بر خیز
گدا بچین سودای صدر یعنی چه
بس است انگویند ز آستان بر خیز

فراغ کبج قنس از فضای باغ نوا
سراغ دام کن امیر غ زاشیان بر خیز
گرفت روی زمین را سر شک گلگونم
توانا نیز به تسخیر آسمان بر خیز

حاجب زخم فی بوا هوس هالت حیرت
نیش نزدیک آن ترک شیخ کمان بر خیز
دمید صبح و گل از رخت غنچه بر خیز
تو هم بدوق صبوحی ز پر نیان بر خیز
ستاره سحری سوی ترست چشک زن
زاد گرفته کیف آفتاب سان بر خیز

بکج صومعه زاهد نشسته پیر شدی
دی بدیر نشین می کش و جوان بر خیز
سزای ت که گشتی اسیر غم ناطق
که گشته بود ترا کز در معال بر خیز

حسن گل برد چنان از سر بنم پوشش
کز چمن پر تو غور شدی برد پوشش

رنگ مریبان گهر از شرم بپذیرد در بجز
در نشان گردد اگر لعل ز مرد پوشش

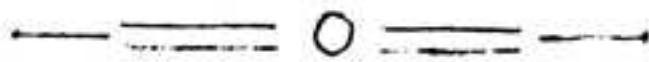
بخیا بان چمن سر و من از ناز خسر ام
چند خمیازه بقدر تو کشد اغوشش

دعوی سخن کند شمع بسیار و محفل !
عارض از باد بر افروزد کین خوش

شد لب ب قدح عمر من زار دلش
که قدح دارنم لب بلب می پوشش

ای عزیزان وطن دست بشوید از من
کشته سهدم و سیزان گلایه پوشش

ناطق آن طفل کنون حرف تو کی گوش کند
باش تا خط سیر نام بیاید گوشش



بلبل و آتشین ترانه خویش
من و اشعار عاشقانه خویش

خواستی جان و بر بهانه زوم
مردم از نخلت بهانه خویش

سرگذشت شبیه ام بدرت
پدس از سنگ آستانه خویش

عفو کن جرم ناله ام صتیاد
کادم ناد از آشیانه خویش

گر هی بین که راهبر باید
مرم اردو درون خانه خویش

دو جهان گردی بقیمتِ دل
نذیم گوهر یگانه خویش

حمد لله که روی منت خلق
ماندیم در زمانه خویش

هر که شد منعم از دل قارون
قفل زد بر در خانه خویش

ناطق اینای روزه گار گر اند
خود بنه گوشش بر فسانه خویش



براحت آشنا شد دل ز پیلوی تب تابش
که اخگر از گداز خویش باشد فرس نجابش

بند طوفان زند پیلونم اشکی که من زدم
سز و گریه کرد و گریه مانند گرد آبش

بدر صبا که درس گوشه گیری داد عنقارا
کشید اینک بدام امشب ز موج طوبه متابش

چنان توری توان بجزید از ان شوخی که آموزد
گستن برق عطف را عنان شوق بیابش

خوشی ترجمان عرض بیدادست ظالم را
زبان در سر مه خوابانید زان تیغ تالش

ز صد جای از گراں باری شود نذر شکستن با
غزور سجد شیخ از نیمی بر پشت محرابش

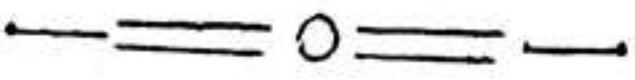
الهی حذبه بیداری بخت نشردم را
ننگ تا چند دارد کوه چو پایم رگ خوابش

چه مسلخ میرود قربانیم اما بدان ذوقی
که گوی سبزه آید در نظر سا طور قهابش

خیال کیت یارب جلوه گرد دیده ام شب
صفت مژگان بهم نتوان سانیدن بعد خوابش

برویم طرح رنگی ریخت اندوهت که از کسم
طلای گشته را ماند پس آئینه سیلابش

خرابی خواست کرد در اینه ناطق بردن تازد
حوادث پای در زنجیر کرد از موج سیلابش



مکن نسبت بپاکی دامن گل را بدامانش
که از شرم آبشار خوی شود چاک گریبانش
قیامت آورد از فتنه با بر سر قیامت
به محشر جلوه ریز آید اگر سرد حرامانش

هماناداده آب از زهر سپیم آن تیغ شرکان را
 که بجای خون هلال بریزد از زخم شهیدانش
 دل از نیش غیرت خانه زنبور را مساند
 جگر گاد که امی خسته باشد نوک شرکانش
 فتنه از لوح محفوظ آن طرف لوح مزار من
 پتیدن سر کند گردل بجاک از درد بحرانش
 دلی دارم در آغوش نمک پر درده گزشتویی !
 بمرحم مینزد ترخنده باز خشم نمایانش !
 زخم گنجیه بر زخم جگر بهر بهی بنود
 که ترسم هره خوننا به ریزد زهر سیکانش
 چون پوشانند نجون مرا پیراهنی در بر
 که دارد چاک با از تار با اف نون گریانش
 چمن از بیم تاراج تو ز خود بس که می لرزد
 به نبض مردم تب کرده می اند خیا بانس
 نسیم ناله کردم پر افشان جان با بلبل
 پریشان تر نمودم زلف گلبانگ برایشانش
 ز بس کاهید از رشک جمالت ماه لنعانی
 توان بدون بردن از رخساره دیوار زندانش
 چو میرد مسدان بیروزه گردد تربیت ناطق
 چنین اگر نحو حسن خود کند این چهره سبزانش

حذرای آسمان کاشب پرنماشت بیان بتم
پرد سونا و پیکان باز برتیدر فغان بستم

ظفر گو آفرین بر خوان و لغرت بارک الله گو
که اینک بر قفا دست بخانی آسمان بستم

ز روشد تا بکوهان در زمین جبه زه گردن
چو بار خویش به پشتش ز روی امتحان بستم
نخود نمتم محسودی کس گو بود دشمن

آگاهای رهزن جرس بر کاروان بستم

دو ادر دستم اکنون درد گردید و دورانی
که ارمه مرسم کافور بر زخم کت بستم

بفرمان ادب دوش از پی خواب بنگان او
گلوتنا صبح دم افشردم در راه فغان بستم

شب وصل است امشب تانا انجامد بکوتاهی

بخورشید جهان افروز راه خادوان بستم

ز رشک آخر چپان بنیم که خون دیگری ریزد

بطلغی آنکه شمشیرش من اول بر میان بستم

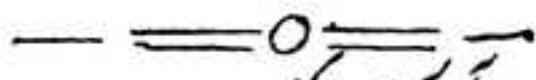
و دوستی زو بقرقم تیغ دامن ز اندیشه رحمتش

بگناه عجز پوشید کم زبان الامان بستم

ز خجلت آب گردیدیم به پیش خورشید امروزی

که مرهم در زخم زشت بزخم خونچکان بستم

رخت آئین ناهمان شاد باد آن روزی
 که از نظاره روی تو چشم محرمان بستم
 خوش آن عنایت که چون اینک گامت چمن کردی
 بگلشن بیشتر ز تم نگاه بلبلان بستم
 درین گلزارم اکنون کسبزه بیگانه می بینم
 درش را پیش ازین در نه بروی با عنیان بستم
 بشاخ گل نشین بر ساختن بر لبیل ارزانی
 که من در چنگل شنباز خونریز آشیان بستم
 حدیث لذت لعل جلالت دستگاه او!
 بشه افکندم ز شکر فروشان را دکان بستم
 صبا از جانب ناطق سلامی خاک مکران را
 که من چون غنچه دل در گلشن هندوستان بستم



زخم که باز مجده بر آن آستان کنم
 خود را شریک غالب هفت آستان کنم

هم ناصبور کرده مرا عشق و غمیور
 هم قاصدت فرستم در هم قصد جان کنم

بی من مرد و بسیر گل این پند گوش کن
 در نه بهار را بخدانی خزان کنم

سوزد چنین شعله آهم گرا این چمن!
 در آتشم که باز کج آشیان کنم

تا آید بشهر وجودم تب غمت

گر مش بسیر کو چه سراستخوان کنم

گفتمی که در فراق من آیا چه میسکنی

گریم بسنگ خاخرزم سرفغان کنم

خلقی زد دست برد فغانم بجان رسد

آفاق را بگیرم و دار الامان کنم

بودم مقیم حبت کونی تو سالها

روز دوی نشد که دلی شادمان کنم

بیدم الوداع ستمکاره الفراق

اینک زد دست جو تو تسلیم جان کنم

ناطق ز طوف کعبه نشد کام من روا

خشمم که باز سجد آن استان کنم



ساقی آن می که چو یک رشحه ازان نوش کنم

همه او گروم و از خویش فداوش کنم

یکه جبرمه ازان می که بجا هم کردند

عقل کل را بچی غیرت که بدوش کنم

ز ابد از صومعه اینک بخرابات شدم

چند کافر تو کنی غیبت دهن گوش کنم

آب شد ز آتش می تیغ ز ما نم یارب

داعظ هرزه در را بچه خاموش گنم

میکند کسب سنگ در زنده سنگ عالم
بسکه اندیشه آن صدمع بسا گوش گنم

چه بیشتر سرت که بخود شوکی باندن

چاره خود ز تو از حسرت آغوش گنم

تا بچه شکوه زبیر من انشاء الله

مر ترا مشب ازین بار بسکایدوش گنم

کی بود کی که ز نقش قدم پاک سگت

تربت ناطق خون بجزیه گلپوش گنم

مشب از ناله زبیر ادو چون موش گنم

کعبه ساخنات از دود سیر پوش گنم

آب حیوان دلاهل اگر آری به برم

آن بکام تو فردوزیم و این نوش گنم

هان مزین بر لبیم انگشت که تار و ز شور

نخوشش را باز محال ست که خاموش گنم

خون شد از شوق جنای تو دلم کو گلا

که در حکم ترا خشم بگر جوش گنم

هو شمندان به تطاول بگر اید دلش

در نه بانیم فغان غارت صد هوش گنم

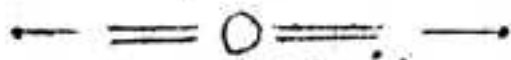
نهرت چیت اگر نذر مناتم سازند
ذوق اندوه تو عا شا که فسه اموش کنم

صوت بلبل طرب آرد چه گلستان بزم
به که در کلبه خود مال خود گوشش کنم

باش خونابه دمی تا بگریه غزل خود
داغهای جگر و سینه بپوشش کنم

چند خمیازه بخیازه نشاند دل من !
شاید رخسار تو اش زینت آغوش کنم

چند رانی سخن از مملکت نقل ناطق
این نه حرفیت که تو گویی من گوش کنم



دل که نالید و وصل تو خموشش کردم

خویش بهوشی و بیگانه بهوشش کردم

خانه هستیم از یا اگر افگند گمان ؟
من هم از دست کسی غلنه بدوشش کردم

یاد آن طالع فرخنده که دشنام داد

طلب پوره اگر از لب نوشش کردم

مهدمان گوش بگیرد که انگشت فغان

بلب دل بزوم و گرم خروشش کردم

شمع از سوختن خرایش شکایت می کرد

و آنهمه داغ سوزان و خموشش کردم

بر دل مرده بختشید حیات آب خضر
زنده از خاک در باده ذروشش کردم
هر چه با دختر رزدا شبهاست نطق
گر همه خون بشر بود که نوشش کردم



تا چند خوش را به شکیب استخوان کنم
ضبط عنان گریه دمنخ نغان کنم
خواهم که باز از پی صید اثر همه
مشهبا ز ناله را بفکد پریشان کنم

سامان صد بهار ز پر کاله های دل
بایل اشک سوی حریمت روان کنم
دیگر بران کسرم که گدایان بردت
خود راستم کش سگ در دروازه بان کنم

یارب سعادتیکه چسبید نیاز را
من بعد وقف سجد آن آستان کنم

تا نقل عمام طائفه خورم کت
در دتر ابحشور دل حکم بران کنم

چون کعبه در تو حرم گاه سینه را
ناله ایشه توقید روحه انیان کنم

آخر گوشه قفس تبت جانی من
بر شاخه رصده اگر آشیان کنم

ناطق بیا که ازنی ملک تو تک تنگ
شکر بکام طوطی هندوستان کنم

زتم که اهل میکند راهمان کنم
بهانی به سنت پیرمغان کنم

چینم به پیش محشر دوزخ کشان سماط
نقل آنچه در بهشت بود زیب خوان کنم

رزیم بحیب منچوگان گل چمن چمن
خم خم شراب بر لب زردان آن کنم

سازم خراب صومعه باره بسیل م
ز یاد رات شراب کش می کشان کنم

رزیم بکامه سر شیخ حرام خوار
خون حلال محترب و نوش جان کنم

ازهای هوی خویش دهبیاها میکشان
آتش رستخیز به گیتی عیان کنم

ایدل زرد به بازی طلماتیان می پرس
ازشیدشان کدام کی را بیان کنم

کو عنارقی که جبهه دستار شیخ را
بفسر و شم و تمهیه رطل گران کنم

دارم امید جاوزه نیسم حرد
زاده چیرانه مدحت پیرمغان کنم

ناطق کجاست مگر بم آن سینه خنک بنگ
تا باز سیر آن طرف لامکان کنم



بغلطف افتد اگر بر رخ شادی نظرم
چشم از کاسه برآرد غم بیداد گرم

همصنفران زره در سمعین بی خبرم
رسته در بختی در بخت نفس بال در پرم

کور شد چشم من از گریه این تنگدلان

استیغی نه کشیدند بمشنگان ترم

هست از شوخی پرداز من آگه صیاد

نیست بجای کشند گرفتار نفس بال در پرم

نیم لب لبم یک دو نفس تا که بگور

حسرت لذت بسیار سپیدان نه برم

می نیاید در دوزخ من آن مست بخور

مگر آن دم که به شمشیر به بریدم سرم

بی هم آوازیم ای مرغ غنص کرد لؤلؤ

نال سکن در دوار سر از زیر پریم

کارها داشت بن تیغ زبان ناصح

نرسیدی بسپرداری اگر گوش گرم

نزدی آب برو ناطق اگر پیکانش

سوختی آتش بیستابی دل خنک ترم

ستستان دگر از ساغر سرشار شدم
ساقی آمد لبر کار و من از کار شدم

همه از بام و دوشش خلعت موصیان زینت
چون بطاعت کده شیخ سیه بار شدم

بخط ساعزمی خط غلامی دارم !
فارغ از کشکش سیمه در ناز شدم

بان درین ره زمین آموزشنا گویم
عوطه از قطره دواز بحر پدیدار شدم

ای دل آماده شدی نغمه مضمون را

منهم اینک بتلاش رسن دار شدم

خواب دیدم که خورم آب حیات از دستش

تیغ می راند بجلقوم چو بیدار شدم

بروای دل برد از سینه صد چاک برد

نال زارنداری ز تو بینه دار شدم

چه قدر خنده بر آزدادی سیم رخ زدم

بر خرم دام تو آن دم که گرفتار شدم

نگهم تا بگل افتاده بیادت مردم

خوب شد خوب چو را بی تو بگلزار شدم

گر خلم در دل یاران منافق چه عجب

گل بدم از اثر صحبت شان خار شدم

توبه از باد در ایام جوانی کردم
 اول مستی من بود که هشیار شدم
 چه توان کرد بقدرت که ز قسمت ناطق
 نوشدی زاهد من رند قدح خوار شدم

مطلع

بیک پمپایه ساقی کردم موش اسپنجان دو ششم
 که از مخمل حرلیت ان چون سبوی بردند بر دو ششم

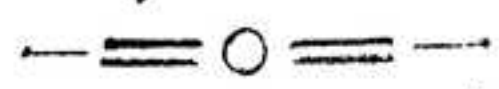
من عاشق و یقین نکلند بدگمان من
 ایوای گریه عجب کز امتحان من
 عشقش ز لب گذاخت من ناطق ان من
 نتوان ز مغز ذرق نمود استخوان من
 در گور ذره ذره خاکم شرر شود
 مردن ز راه عشق تا بدعبان من
 صد دشت آن طرف ز عدم بال مینم
 ای خجیر بگیر ز عنقا نشان من
 یاران بفکر مرهم و غافل که هر نفس
 خمیازه میکشد نیک زخم جان من

زبان درست یافتن استقامت
 مهر سکوت اگر شکند بر دهان من
 ای لاریان کنگره عرش المذر
 کز آسمان گذشته ننگ فغان من
 از تنگای خانه موررت تنگ تر
 میدان لامکان بغم بیگران من

از بس بیاد ذوق اسیری پدیده ام
 شد چاک چاک همچو نفس آشیان من
 ای بوموس که دوخته دیدم بر رخس
 غیرت بگیر از سره خون نشان من

بیرون نمی رود ز دم مهر مه رخسان
 گوچرخ و صد چوچرخ شود خصم جان من
 خون هزاره عطر بگردن گرفته است
 صد آفرین برت گوش گران من

ناطق ز بس رمیده ام از وضع کاینات
 عشقا شود هماچو خورد استخوان من



جان بر لبم نفهم نیاید بسیار من
 کس جز بجز چراغ صبح نهند زبان من

خاموش زان شدم که مباد از فغان من
 اکثر رفتند بخار و خس آشیان من

در خون نشست پرده گوشت چو برگ گل
بیل ترا که گفت شنود استان من

صد پاره باد دل که بزم تو از طپش ؛
صد پاره کرد پرده راز نهان من

تا شتر خون فاختگان جوش میزند
بر خاک جلوه گر شده سردردان من

گفتم رقم زخم صفت آتشین رخس ؟
چون تدشخ سوخت قلم در زبان من

باشد روایه اینکه رخت شعله گفتم
چون شعله گر ز فرق بر آری زبان من

کار زنگه تست ز لبون کردن دلم
از پای پر خرد رنگ نیفتد نشان من

پیش سگ تو جان با میدی سپرده ام
ای دای من اگر خورد استخوان من

علم لیت کز دم گذری کردی و هنوز
گر دیدم سجده گاه تیان استان من

دیگر پره فال ایبری چرا زخم
صیاد باغبان و قفس آشیان من

ناطق ز لبکه کا ستم از فکرت سخن
ماند بیال خامه تن نا توان من

درد دل تنگم ز گرد غم بیابانی به بین
در بساط قطره سامان طوفانی به بین

در شرب با محبت به بزم سینه ام کجایه خرام
از دل پر داغ من سر و چراغانی به بین

آفت بهر کشته تیغ جفا و زود بغیر
از وفا بر کشته تن بر کشته مرگانی به بین

چشم عبرت بین کس از اندیزم میستان
در میان ماه خورشیدی در خستالی به بین

در فضای سینه ام از فکر این خوش فتنان
جلوه پیر ابر طرف سر و چراغانی به بین

در بهارستان موش دستگاه عشق رو
درد دل هر غنچه پنهان گلستانی به بین

بچ دل نبود که نبود جلوه گاه شادی
در بن هر چه درین راه کنناتی به بین

سلطنت گرمیل داری حاکم عالمی لواز
خدمت موری کن و خود را ایلمانی به بین

ای ریاض آفرینش را گل روی سید
از نعمت بی تابی عمر غنچه لعلی به بین

از سفر باز آمد ناطق راز در در فرقت
پای تا سر سحر چشمم گرمیانی به بین

چند گونی بدل زار بس از زاری کن
منع زاری چکنی ترک دل آزاری کن

بوالهوس سخت زند لاف محبت بپرت
امثالش دوسه روزی بجا کاری کن

هر که مردن طلبد مطلب ادعایت است
من گویم که بیاز ختم مرا کاری کن

هوس گوشه میخانه مکن زاهد شهر
توبه بخسراب نشین مشق سیه کاری کن

عمر با هرزه مکن صرف عبرت ناطق
می میرد چو نشد توبه ز میخواری کن

گر کند شکوه لب زخم من از تیر کسی

چشم خون بار شود حلقه نه پای کسی

همت از خاک شهیدان طلبد حضرت سخن

تا خورد آب ز سر چشمه شمشیر کسی

عوض جند ز پیش های دل طاهر قدس

دام گسترده منگ زلف گره گیر کسی

باج حرمت ز غزالان حرم میگیرد

جند او سنگه پایه پنجه کسی!

ورد صد سال زابد همه از یاد برفت

خواند از لبه عربیت پی تسخیر کسی

رفت در دیر دردم عشق زبردست و گشت
تاز ناز کسی سجو تزدیر کسے!

عقدہ خاطر عاشق گره تقدیر است
درد سر گوشت دناخن تدبیر کسی

کیما ساز گری تو ولیکن چه کنم!
کس من نکشد منت اکسیر کسی

مژده طفلان که در سلسله جنیان شد است
ہر دیو انگیم زلف چو زنجیر کسی

سرگران سیگزدو یار ز اغیار امروز
کرده تاثیر مگر ناله شب گیر کسی

مرغ جان از نفس کالبد ما ناطق
کرد پرواز ولیکن بہ پر تیر کسی



وله

ای انکہ مراست از تو چشم مددی

دور از تو بہر ہر کجا چشم بدی

خوش باش کہ شرف دوزارت ہر دم

جز بر قدرت نیاید بقدی



رباعیت

نوروز رسیده و غم از دل شده است
 بر دل به نشاط و عیش مائل شد است

نوروز بر بزمین حسن شاهنشاه ما
 با نرحمت صد عید مقابل شده است

وله

شاه طرب از روز ازل روزی است
 عالم همه خوش بعبادت اندوزی است

یک لولی شوخ سبز لوشی است بهار
 کما ماده رقص جشن نوروزی است

وله

عمر سبیت که تیر چرخ را آماجسم
 بر تارک افلاک فلاکت تا جسم

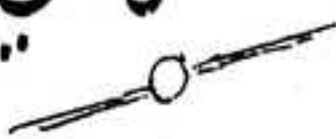
یک شمه ز مغلسی خود شرح دمم
 چند آنکه خدا غنی است من محتاجم

وله

در بسته بجانم اندرون میگیرم
 تپنی نبرد کسی که چون میگیرم


دور از لب میگون تو مانند کباب
 می سوزم و می نالم در خون میگیرم

دوله
کس نیت بدوران آمین الدوله
مخروم ز فیض ان آمین الدوله
این ایره گه بار که بینی دو دولت
از مطیع احسان آمین الدوله



دوله

خلقیت شناخوان مدار الدوله
منت کش احسان مدار الدوله
کفرست دگر شکایت از دور فلک
در دهر بدوران مدار الدوله



وله

ناطق چو بلا بد هر بد سال شدي
 دور از وطن و عيال و اهل حال شدي
 شاعر شدن از بهر فلاكند هم بود
 كاي خانه خراب باز رسال شدي



بطلبك شراب به گنگا پر شاد و بدر

ديگر منم و دل خرابه
 كز عصفه نخوردی در خوا لے
 تا يك شدت روز عيشم
 ای بدر ز محسر آفتابه



مُتَقَاتَا

بر سر بام بیا گوشه ابرو بنما
 روزه داران جهان منتظر ماه نو اند

ایضاً

استخوان ریزه مجنون منگن پیش بها
کین تعلق بجناب سگ سیله دارد

ایضاً

پرده چشم خود ای فاختگان زرش کنید
که بسیر حین آن سرور وان می آید

ایضاً

بنگی زدیم و سرانا الحق شد آشکار
مارا ازین گناه ضعیف این گمان نبود

مطلع

چنان تاثیر گرفت از نگاهت ویرش
که بوی اده می آید ز خون زخم نخیرش

ایضاً

پیاله بر کفم و معتب ز در گذشت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رقعہ بہ اسد اللہ خان غالب دہلوی عرف مرزا لوتی

سہ ای آنکہ بری نامہ من رود بقفا کن

صد قافلہ رشک بہ بین برائتہ خود

چون شرح اشتیاق سلاطنت انجناب کرامت انساب فرمیشاید
ایست کہ در حین تخریر گنجائی پذیرد ناگزیر بگزارش برخی از سوانح سیاست
اینصوب سامع خراش میگردد و کما بیش ده سال میگذرد کہ زمین گیرانید
یار میباشم اما طر فکیها میگذرد از وضع این دیار بیان دیدہ امر ایچ کافر نہ فریاد
از خواص و عام این مخلوق کمتر کسی بوده باشد کہ نسبت تعارف اسکی
یاجمی با من درست نہ کرده باشد بلکہ از بدایت ورود تا حال بر علم خود
از جرگ اساذہ مسلم الثبوت نہادہ اند کہ بجے کہ گاہ گاہ نوگزیز قلم نام لوط
رستم میگردد و بعد ابرام از من رلجودہ بدتا نہانی سرانید و نیز ایچ
نوابے و نائبے درین سرکار بر سر کار نیامدہ کہ سلسلہ جنابانی ناخن
سندی دسپاس دستایتم بفضل و کمالیکہ نذارم بحضور بادشاہ وقت
خود نکرده باشد ولیکن با این ہمہ آشی کہ در دہلی بکاسہ داشتہ ام
چند ماہ پیش ازین منشی الملوک بمشاورت ارکان دولت ابدیت
عرضاشتی متضمن تقریر مشاہرہ من از نظر اقدس ظل الہی گذرانیدہ
در عرض تربیتیم زبان جسارت بمبالغہ تمام مطلق نمودہ بودند در ہم اظہان
حاشیہ بسا اقمیض منظران دصل منجر بالجزیر مملکت ان مروریدہ بوجہ
دجیہ موافقت و مہادنت نمودند حضرت بعد اصتغای معروضات تخریری

و تندی برائے تجویز و اجرائی را بنابر نامصیبه عرضداشت را بنابر سید العبد
 ظاہری کہ در آن تاریخ بواسطہ مطایبہ ناگہانی بلند پاگی مافستہ ہمگی رونق یافت
 و منبسط و ربط مهمات کل مادی بپای نمود گرفته بود و گو س اما دلا غیر
 سیکوفت بحکم ناطق تشریح و توضیح فرمودند آن خدا گیر اوصاف سوابق ملاحظت
 و سوانف موافقت تبحر یک خجاست جبین طریق تغافل در نور دیدت رسید
 بجای کہ رسیدکے سے

بس تجرہ کر دیم در این دیر مکافات
 بادرد کشان ہر کہ در افتاد بر افتاد

و باز درین روز ہا پیشنہاد خاطر ارکین دولت آنست کہ عرضداشتی
 دیگر مضمون مضمون سابق از پیش گاہ نگاہ اقدس واعلیٰ گذر آیندہ
 آید و مصلحت دیدن اینکہ دیدہ خام طمعی بیکبارگی ازین باشماہ سبز
 بر سبتہ در پایان خزان بشہر توفیق ازین آشوب کہہ پر راز گرفتہ در آن
 گل زمین بہار آگین نفسی راست نمایم و چندی دیدہ رد دل را بیدار و گنہار
 آند دست نوز و سرور افزودہ از انجاء بشہر خود روم و شہر ہای خود با شتم
 چہ برگذارم کہ شوق استسعاد ملازمت آن جمیع محاسن صورتی و
 معنوی چہ مایہ پیرامون گرد و دل ارادت منزلت و تنافلی کہ درین چند سال
 بکا شتن نیسان نامہ ہا بکار بردہ ام جز این علیٰ مذاشتہ کہ در عرض دو
 سہ سال مسودہ دیوان بلاغت بتیان خود را کرۃ بعد اولے و مرۃ
 بعد اخرے نامزد من فرمودہ بودند و منہم از سادگی دل بعقول شما
 نہادہ انعکس بر نہاشتم عاقبت کار شکام گسیل چون لب بتقاضائے
 آن کشور بملک آنرا بجا محرم ہنر ہا بزرگ ریشتر آوردہ

پای ایضاً دعه در مقام نافع افش دند و دست عطارد در کستین
 مضائق کشیدند بواهمه آنکه این حریف جهان پیماست چون بالکله
 تازه چه عجب که غالب را از دیوان بر خیزاند و ناطق را بجایش نشاید
 هیات هیات مع من چنان چنان چنین در یخ در یخ
 حالیا مکنی انتساب بدگمانی که بذات من تیر سرگال شده بود منحصر درین
 است که تا حالت مطالعه نامه اخلاص خنامه آنچه از عالم نظم و نثر
 فرود آنده کام و زبان مبارک است بدست یاری چاپار هر کس بر من
 فرستاده بی تا من آنرا هم میکل جان بانیاز منسایم و هم بر سخن ایشان
 این مرز یوم باز منسایم و نیز سخن که صاحب چپا چه خانه مشهور
 این شهر است و با این بلا گردان پر محشور و مر لوط انگشت ترغیب بر
 پسولیش زده ام اغلب که کلیات را بجز در رسیدن بطبع رساند
 تکلف بر طرف از گرد آمدن نتایج طبع مطبوع مخلص نپاهی مرا بصری
 انجامیده که می گویم بار خدا یا همیده غالب کلیات خود بمن فرستد
 پیمان موکد ایمان ترک سخن گوید تا دلم شکوه کش دعه غم این
 نشود که شاید من بعد سختی تازه سرایدان بر من نرسد و درین مشوی
 درد داغ که

خوک شد و پنجه زدن ساز کرد
 با سرو و لا و عربده آغ ساز کرد

کاتب لفظی بصورت پنجه بقلم داده است آیا این چه لفظ است
 چه اگر فی نفس الامر پنجه باشد پس خوک سم دارد نه پنجه و اگر
 لفظی با پنجه دارد یا آنکه نزد شما اطلاق بر سم و پنجه محل مسدود

جائز الاستعمال است پس اعلام باید فرمود تا پی بقیقت آن برده باشم
 اللہ تعالیٰ اعلم بلسند نصیب کناد

دیگر

صدعید مبارک باد از من غان والا شان ضیاء الدین احمد خان
 بہادر را کہ فوجہ موعظت مولوی کریم اللہ را از پرده گوش و ہوش بصد
 فرسہا رازدہ و ترانہ خسرو آشوب مطربان نکمسا آہنگ بجایش نشاندہ
 است بلے دران آوان نیز عذامات مردم شناسی و قدر دانی و آثار کلمتہ
 سنجی و سخن رانی از سیمای فصاحت مے نمود اما گل کردن این ہمہ تر د فیہما
 از طلسم القسم زاہد خشک پر دور نمائی بود غالب حصول این نعمت عظمی
 از فیضان صحبت ہمان شازند ایک ز ادا است سلمہ اللہ تعالیٰ ولیکن

مے نہ مجلسی کہ در و حساب مچی نمیر قصد
 سرود مطرب و شور رباب بے تک است
 الہی در نشاتین جبرے نوش جام نشاط باشند

دیگر

شک آیدم و گر نہ نقابت کشود مچی
 دست ترا گرفتہ بند صح نمود مچی

در حسن صورت و لطف معنی هنوز دیده و مشاهده نکرده از چه رو والد
 دل داده شما نباشم و بعد دل بلا گردان شما نکردم اشتیاقم پاپایی و
 آرزویم کرانی ندارد ناگزیر حواله بوجه ان صمیمیت لقصویریه نموده بنده
 از خصال پراختلال سامع خراش آن نازک دماغ است که تخمیناً
 عرض ده دو اوزه سال سپری میشود که آب دو اونه ایندیار زنجیر
 پای پیش رو در فترت عمگساکه که به غنچوایم گراید و نه تیمسار و الحساک
 سرم بز انوی سر پرستی گذارد و دلم از صیاد منشان اینجا مانند مرغ آشیان
 گم کرده ماند که نه صبح قرار و نه شام آرامی و حشیا نه درین خرابه بسرمی برم
 و کمال بی لطفی میزیم کلا نتران اینجا با این همه تعارف و محبتها غیر از اینکه
 براه واه نوازند و در پله اساتذہ نامدارم سنجند بدرمی و رعایتی پیش نمی
 آیند و بمسک سلوکت نمیکنند ارند منگه هیولائی خاک و مخلوق بسواد هموس
 نفسانیم چگونه در یا بدتهاے دراز بغیر مداخل علی قدر احتیاج منگفل خارج
 لابدی بوده روزر البیاهی و شب را بسفیدی رسانم هموس ام کیمیا گریتم که
 بیطمعی کارم باشد من و خدای من دہلی در حق ماصد درجه رحمان بر این
 دیار ناپرسان راشت یاران قدر شناس با اینهمه کوتاہ دستی در باره ما
 بد طولی داشتند و به زر قدر دانی خسردیار کالای کاسدم بودند بخلاف
 حال اینجا هر صبح بر ساط گرسنه چشمان اینجا غیر از گروه آفتاب و ہر شام
 بجز کوفتہ بریان ستاره درخشان مری و یافتہ نمیشود کہ احیاناً سیر
 چشمی حاصل نمیگر در با اینهمه بی ملکی و بد مزگی باشاہ فالودہ نمی خورد
 و بزعم باطلہ بر خوانان و لغیا کج می نشیند رب النوع ایندیار کہ یکی از مضاف
 گوشت بیشتر نیست سید پشغفہ جانہ شہہ سخن ندارد و حواشی اد کرن

عرفت سخن بر سخن دارند که قدر و منزلت از باب سخن دانند بجا بساطت
مالک و مملکت این چنین باشد بودن مامردم در خیارش گامی و
پنجدهای خود دست لکنو بر اهل دول و مالدار بهشت ایت برین
شرف که ایت لطافت آگین که گوش شنیده عیشم دیده میشود
شامگان در خاص بازار مین و یسار حور نژادان بهشت و باهم آبا ایشی
که ناپید رانزهره از غیرت از هم باشد غریبه با سمری دهنده که بلا اختیار دلهای
بیدان را از پیلو به پیلو خود میکشد آدم که ابو البشر بود بهوان گندم حساب
نفرانی خالق کریم گشت اگر باین گندم گومان هوش ربا دیده نازک می کرد
نمود باشد که از پایه اصلی خود لغزیده یک جوگی از زیادتی هاروت و
هاروت نیکو در دیگر ثیاب نفیسه دامنه نمینه دامنه مکلفه و مشروبات
مربوب و مطبوعات مطبوعه راحدی دپایانی است که هر چه بخاطر خطور میکند
بپای تلاش دو ستاست در هر کویچه و بزرن پیاده موجود دست پود
دزنی باید آن در نیکان خاصه عنقا و حکم کبریت احمد دارد و آنانکه
از مرد بوم این دیرانه اندر دست میسر آیند که در یوزه گری لکنویر کشور
مغانی ربح سکون شرفی و وقتی دارد بوالهوسان چند کج دارد مریزی مرا ازین
بودن سو فرایم نموده بلا ایسا و تحریک این طرف بنظر کور سوادان اینجاده
نموند و بوعده ناخن بندری مابصیح و شام دل داده مانند چون گره کارم
از آن بیدیه شان نکشود بر حرکت خود شان که مانند حرکت مذبحی اثر
بیز بود پس نادم و پشیمان شده چندان که برخاسته بودند بهما نقد بجای
نشدند مرده در گور و طول غنچه حالیا عسدم بالجزم بدل مصمم دارم که از
پس بستی نقد زاده را می که تاز سیدن در رسانیدن بدلی کفایت کند بهم

رسد اما محاله که مثنوی استخوان خود را پیش کش سگان کوی آن لبنا می قیس مشهور
ساخته بار دیگر رو بدین دیار سازد
بجسرت زندگانی شاق دارم
ز دوری طاقت خود طاق دارم

زیاده العاقبت باخیر و دیگر مشتقا کما بیش چهار سال میگذرد که در این
حال علی الاتصال سرگرم مروضه جنبانی آتش تو قسم میباشند بی فاصله
غمزه با لاجوردی برای دلنترجم میگمارند یعنی بمشرده تقریر مشابره بر سر مدح
طرزیم می آرند و منہم بفتوای ساده لوحی گوش بعسر عین خزان نهاد بر لب
گاو افتاده ام در در انحاح و انجام نریش ایشان چه شاید بای فکر که از جمله
گاه بطون بمنصه شهود جلوه گر نگردانیده ام اما از آنجا که کذب در نهاد کلام
این گروه بجابت پشرده مضبوط پافشرده و خلف در بنیاد وعده این طائفه
محکم تعبیه یافته است اصلا قولی را بفعلیت نمی توانند رسانند
و منہم از بسکه فتاعده دان ترهات این هزاره سه امان میباشم درین ایام
هر گاه ازین دست لغمه های خارج آهنگ از ان سزای نام سازی شنوم
فی البدیہ ازین گوشه بان گوشه بدر میایم قبل ازین قصیده مختصره غیر مشتب
که در منقبت حضرت یحیی بن علی بن ابی طالب علیه السلام نوکپاش خامه اخلاص تلمش
گردیده بود یکی از طبقه اصحاب در لقمه اسباب تجبر به عقیده جماعتی که علی اندام
دم از دلائی شاه ولایت دموالی آنحضرت میزند بخواست من نقل آن
را برداشته از نظر مهتر انجماعت که نام بردنش از دستور عافیت اندیشی بعید
است بگذرانید و کلگون یعنی مجتهد العصر (۱۳) برق جولان زبان را در بیان سبب
مخنی العنان ساخت و شرفمه از لوازم مربی گری و خیر خواهی فرد نگذشت و لیکن

گوید آن مدعی تولای مولی اصغاری منقبت را سامع خراش انکاسه بیهم
 توجه را بجای نبرد و گریز نافت و بعد ساعتی بالملاحظه عزیزان قدر سرد که این
 منقبت را بشرط موافقت مشیت الهی از نظر ظل الهی میدزراغم آفتن همان
 بود پس سرگردن همان حالیا بتحرک حربه ایمائی دلی شائبه اغراض نفسانی
 همان منقبت را بملاحظه محبان حضرت مولی الموالی میر سالم تا از مطالعوان
 هم بهره یاب ثواب شده باشند و هم پی عبادت عقیده انجامت
 برده باشند - فقط

رقعه بمنشی بهادر سنده

مشفق ناطق سلامت : عرض طولانی منقضى شده که سدی
 مغلوک یک دو کتاب بوساطت منشی بشارت اللہ صاحب لیر کار مری
 در قطب الدوله بهادر دام اقبال هم گذرانیده بودیم مدتی مدید مجبول
 کیفیت و انجام کار به تحقیق انجامید که واسطه ثانی بعد نگارنده، چند
 کتاب بار از سر کار فیض آثار منتشر نمود و خویش انمشفوع به این رسید
 است دان مشفق بطاق لسیان بنساده اند سید ستار سوخته که بر دوز
 سیاه من نشسته و ایوایب امید معیشت از هر طرف بر روی خود بسته
 است بام و شام بکلبه احزان میر ربیع القهقر بهای فرمایند و تقاضای
 بران می نماید پنداری براهه ادراه یافته است که معاذ اللہ فلانی یعنی
 بنده مال را فروخته بصرف خود در آورده باشد ملهم احفظنا من الغمات
 و بعد ازین بیم است که بیولای تقاضایش صورت دعوی پذیرد و راه
 فکر قاضی گردد.

سالیاً خداے را بی شائبه تغافل و غافلگ تساهل کتاب بار احوال حال
 نقرع نامہ فرموده ارسال فرمائید و گریبان ناموس این کس بکس را
 از چنگ دامه آن سید گرسنه ستفامس مسابند و چون شرح در
 دل خود را بعینه آهین سرد کوفتن و مهتاب بگزه سیمودن دانسته زبان
 گوشه نشین کام خموشی ساخته بسوز یک صغیر جان گذار غنڈ لیب نبرز
 نمودم و چون ہذا سے

جان ز جبر تو رسیدرت بلب صائب را

ہر سح دققی بہ ازین نیست اگر می آئی

مکر آن کہ بسیار وقت گزشتہ کہ دیدہ بیدار دوستان جلد
 نیافتہ تمنای ہنر بانی نیز دامن گیر دل و دوا منزل است نجات جذبہ بکار آورد کہ
 بہادر سنگ را بار دیگر شمع بالین خود دینیم سے

کشتی کہ عشق دارد نڈ اردت بدنیسان

بجائزہ گرنیائی بمسزار خواہی آمد

دیگر مکنشی بہادر سنگ

صاحب سلامت شبہامی گذرد کہ در ویرانہ فقیر چراغ نمی سوزد
 حساب دیگر بیسرو سامانی را از نیجا نمیتوان برداشت و با این ہمہ کیہ
 بصابلون زد گیہا مامور پرواز نشد و قلم غر این چه ظلم است کہ بارود از اختیار
 خدا انصاف آشناد دل مر بیان همان قصیدہ نوروزی کہ چند ماہ قبل ازین
 چکیدہ قلم حوران رقم شدہ بود و ہنوز در گرد گذارش است از خان والا
 شان و باست تار ان مسترد باید فرمود تا بجای نوروز لفظ برشکال گنجایش

داده شود باقی مضامین بسیاریه نوز و زبرشکال با هم توافق دارند و آن
هم بشرطیکه مبلغی که تا تغییر نظر و تسلیله نشد صد مرتب ، ان میتوان کرد در بفضانت
ارباب همت از مهاجرتی که ایند بپروانه از چاپه تولید معروضه با فقره از
طبع بحال الامکان است کسی چه داند که بر سر این بکس چپا میکند و دیگر طرف
تأش ما بحتاج بومیه و یک طرف تقاضای موجوده قرضخواهان خاصه ابرام گدایانه
صاحب خانه که چند ماه گرایه خانه بزدمه غیره دارد و در افلاس هم عباس دوش
ست پس خود انصاف باید داد که بدین حالت نظم و نشری که نقل انجن با دشاها
شود از طبع که میتواند سر بر زد و مع کی شعر ترا بگیرد خاطر که جزین باشد
مکرر آنک جناب قطب الدوله بیادر اگر همان قصیده نور نوریه همان شعیب
باعذر فرصت انتظار وقت بنظر اقدس داعی گذارند عیب ندارد علت
غالی حصول مطلب سعی و سپارش است و از نظم و نشر کاری نمیکشاید و نیز دماغ
سوخن و خون جگر خوردن و بعد از ان دست رد در حرمان بر سینه آرزو خوردن
هم بر دماغ ناگوار دهم بر مرئی نامناسب یا زده سال میگردد که بفرمایش مریبان
عده با نظم و نشر پروا ختم و بغیر حرمان چیزی دیگر نمید و ختم همان حسرت است
که امروز صورت کوفت گرفته کاهش مجسم و جان مینماید اگر این همه دماغ سوزیها
نکرده بودی این مایه تا سف با نکرد می مهربان من فرمایش سخن سهل است
انامه را تمام دادن و بعد از هزار انتظار نوسید صله شدن بسیار شکل داند کسی که داند
از انجا که گفته اند چون یار اهل است کار سهل است چون کار تحریک منشا
بهادر سنگ اسید قوی بازو و آرزو چرب پهلوست و این مقوله تمام اهل شهر
ست یعنی هر کس که کوشش مشفق را شنیده مر مبارک باد حصول مرام
بیدار و حال کرده و در گریه و سوزی و رفق پروری شمار سائش می نماید

دخود مبرهن است که فقیر درین سرکار سره شود خود بغیر تدبیر آن غلامان فضل
سببی دیگر نبوده باشد زیاده حرب اوقات فقط

دیگر کمبختی بهادر سنگه

السلام خیر الکلام ابواب توقع از هر طرف بروی دل بسته ام و
رشته تر صد از هر سو گسته در گوشه خمول نشسته ام و خانه حرمان
دل شکسته بجوم قرضخواهان و تقاضای شدید ایشان نه بمشابه ایست که هم
بیرون خانه تو اتم گداشت دیروز دیگ و دچچه و آفتابه که باقی مانده است
لکهنو بود آه هم بفر و ختم رفتند چهار و پنج ماه میگذرد که دل بوعده ای
دور از کار خان و الاشان قطب الدوله بهادر دام اقبال هم بسته ام دهم در
تمام شهر شهرت دارد که خان محضری الیه متکفل اخراجات ناطق میباشد
اگر پیش ازین احیاناً کسی بخدمتی پیش می آمد حالا حالاً باطمینان خبر گیری
قطب الدوله بهادر خیرم نمیگیرد العرض ملازمت و ملاقات خان و الاشان
بدون از و یاد طمع و ترقی حرص و آرزو چیزی بنظر نمی آید بقول مردمان شهر
امروز آنچه قطب الدوله بهادر بگوید و بکند همان خواهد شد و بهر کس که اشاره
گونه بکار برد کار بنده بسامان خواهد انجامید پیشان شدم که همان قلیلی که
فی الحقیقت پان رخصت بود چرا نگر فتم و خود را ممنون بجزئی جزوی کلمات
کمترین گدایان ایشان دانسته بودم و نیز هر گاه که از طرف خان
مذکور دام اقبال هم بر میگرددم از دحام قرض خواهان بیشتر می شود که شاید
چیزی آورده باشد و بماند بده صد ها کس را نوکر می کنند و کار هزاران
را بر آورده اند و هیچ بهانه در میان نیارده اند بر آوردن کار خدمت

لکاهی موقوف بر معزولی فدا کرده بی منقلب به مسخوبی بلا سے دیگر میگردید پس از تب
 آنت که ابرو سے درویشانه پیش ازین بطبع خام نریم و به قسمت تا اولی
 خود در آدیزم هر چه با اباد بچیو تره کو تو ال نشستن گور از ترست از دل
 بد عده های دور از کار بستن هر چند که دلسوزی و غمخواری آن مشفق و مهربان
 نه بجدلیت که بتقریر و تحریر گنجانی پذیرد اما غیبت مر بیان و جمیت دوستانه
 را پس سر نهاده خود را عاجز قسمت من دانسته باشند خداوند تعالی شمار از
 حد حاسدان در کتف حمایت خود نگاه داشته باشد حد سخی و سفارش
 را بر حد کمال رسانیده اند ممنونم و ممنون و قطع نظر از معاذیر مرقوم الصدر
 درین ایام ضعف و نقاست نیز و علاوه بیات دیگر شده است تانیه برویم
 بسیار تنگ است نه جای نشستن و نیای رفتن از دوستان التماس و عا دام
 دلس العاقبت بالعافیت

دیگر

مشفق ناطق دامت شفقتهم دیروز تا شب و شب تا امروز در تب حالیا
 شفاگونه لاحق طبیعت گردیده است فی البدیه یک رباعی متضمن مدح و
 عرض جمال و طرافت منج طبع گشت آنرا با چند سطر عرض داشت ماری
 از عبارات آرائی بخندمت فرستاد اکنون بدین بصناعت مخرجات قناعت
 تمزده بخط خود بدولت که بهتر از ان درین شهر امکان پذیر نیست قلم بند کرده
 آید و بنده دست تثبیت جز بدانان قطب الدوله بدامن دیگری درین سرکار
 نخواهم زد و هم چشم تمنای بکف غیر می سرخ نخواهم کرد اما اگر بصلحت وقت
 ...

بجور پس اگر مصلحت دیدن خان والا نشان نیز همین است که یک ربای و چند
نثر مشعر بسی و سفارش جناب صاحب نوشته باشم خطاب نوی صاحب
را نوشته بفرستند تا شاید دوسه شعر یا ربای بنام این خطایش اتفاق افتد اما چون
از شرف الدوله دایم الدوله بعد ملاقات بصد و خلعت سرفراز شده بودم
میخواستم که نصف دل جمعیت پذیرد قصیده بتکلف تمام سراز داده بوساطت
قطب الدوله بهادر دهم برزیه کاری و شراکت جزوی بلکه کلی منشی بهادر سندی
صاحب شرف ملازمت و وزیر اعظم اندوخته مشرف بر تشنه ان شاکه
دباسته گردم و حالیا حال فقیرانیت که باوصف این همه تنزق غمخواری
ذریبت گری که جناب قطب الدوله بهادر را بر ذمه فقیر دار ادنی و الفقی کفر
را بدان ذات قدسی صفات است تا حال مصرعی در باعی در مدح نواز شمله
آن گوهر گرامی و در اتفاق نیفتاده است خجالتها دارم و خدا کند که عنقریب
خود را از گرد خجالت بر آرم حاصل الکلام اگر مدح و ملاقات دستور اعظم درین
ایام منت کش توقف شود بسیار ممنون میشوم و بمعاذیر واقع معافی باید
خواست که انشاء الله تعالی از عهده شکر سحر و سپارش ایشان هم پاره
بیرون خواهم آمد تکلف بر طرف بی مصلحت اندیشی در صامندی نخواهم
گری خان معزنی الیه هیچ منظور ندارم و هم هیچ نه نخواهد شد مگر آنکه در باب
قیمت کتاب های سید نوشته شده دیدم آمده بود گفتم آنچه بنایت قیمت
باشد بطریق غرض نهند المیان غلبه یاد کرد که اجود صیبر شاد چشمه را
بعده روپیه خواسته بودند اوم دریا من را ندانم بچقدر گفت اما فقیر گواهم که
باجه کردن لعل غم را بچهل پنج روپیه بلکه بوساطت فقیر خواسته بودند
نداد مال رخس را کم از چهل و پنج روپیه و بیاض را از بیست روپیه
و غالباً که بدین قیمت خان والا نشان منتهی غمخواران را که

بند اطلاع بحسن قلی داده تا بمالک واپس دهد زیاده زیاده

دیگر

صاحب سلامت و پرور برای مدح نواب در خود فرو رفته
 بودم که ناگرفت قرصن خواهی اجسل تقاضا چون بلائی آسمانی بر سر
 نازل طشتی و سینی که به پیچبر و پیس خردیده بودم ناچار بسه رو سپید فروخته
 گشته از قرصن او کم کردم او هنوز قدم از آستان کلبه اخزان بیرون نهماده
 بود که سفاکی دیگر رسیده بهمان سار کند اولین نیم بسلم ساخت قوت غضبی بیجان
 درای نفسانی سیرا هنگ شدند قلم از زبان انگنده زبان بالان مطلق نمودم
 تب علاوه بر همه اکنون شمارا سوگند به محبتیکه بشادام که غیر از یک رباعی
 چند سطر عرضداشت که برای بادشاه و در رباعی که به مدح وزیر توکر زیاده
 اطلاق ختمه گشته حرف فرمایش دیگر در میان نیاید تصدیح بر تقریر خود با
 داده از تقریر فقیر در گذرد اگر مری قلب الدوله بهادر و محکم فشی بهادر سنگه صاحب
 استند حاجت بتقریب نظم و نثر ندارد و نیز کفش و کلاهی که در خور پوشیدن و
 بلازمت دستور عظیم رفتن باشد در بساط ندارم ملازمت اگر چه نتیجه بیشتر دارد
 لادماغ سنان آن ندارم خدا را شتاب آلوده کاریکه بکار آید بروی کار آید
 که کار بخند افتاده است و مسوده اولین عرضداشت و رباعی که در چند الفاظ بسوده
 نمانی که فرستاده شد مغایرت دارند مسوده اولین را روانه کردم تا نقل همین کرده
 شود در عرض دوروز بنظر اقدس و اعلی گذرانیده آید زیاده متوقع توجه فقط

عرضداشت پادشاه و اجداد پادشاه

داعی دولت ابد مدت که درین چند سال اینها به استخوان شکنی و عرق ریزی
 درین سرکار فیض مدار بیکاری برد حاشا دکلا که متمنای خاطر و مطمح نظرش بجز نام
 آوردن خود امری دیگر نبوده باشد چه این سخنوری قدم بعرصه گاه سخن گویی
 ننهاده که بدون مظاهرهت و معاصدت تربیت پادشاهان قدردان گوی
 شهرت شاعری از میان رلوده باشد و نیز شاهان رنگ دوست و ناموس
 پرست بر عبت آنکه تا غایت زمان و نهایت دوران حرف نگوئای شان
 در جریده روزگار ثبت ماند پرورش این طائفه را که عبارت از شعراست بر همت
 همت عالی همت خود واجب بلکه فرض نموده بر فاجال و فراغ بال ایستادن
 جد و جهد بلوغ مبذول فرموده بصنوف توجهات و الواف عسایات عز افتخار
 و شرف امتیاز بخشیده اند از نیجاست که با وصف مرور دیور هنوز نام
 نامی انقدر داناتان مربع نشین چار بالش دفاتر و دوادین ملک الکلامان و
 عرایس مناقب و محامدشان مجله آراء افواه السنه خرد و کلان میباشند

لله درمن قال مدحت و محمدت الزری و ذریه

کرده بزبان جای در افواه عجم

نام محمود نمی ماند چو سیر سنجید

مع - در همه شهر مثل در همه اقلیم علم

عدت غالی این تمهید آنکه دولتخواه از بدایت جلوس میمنت باندرم بادشاه فردوس
منزل انار الله بر بانه و هم از بدو طلوع آفتاب ابدی الاشراف بادشاهی حضرت
ظل اللهی خلد الله سلک ابدایک روش مست صهبای سپاس و سنایش است
سال سپری نمی شود که بدفاتر بموسل و هاند عقیدت مشحون دعرائض عبودیت
مضمون و انهم بتتسریب و زرار و امرای پای تخت خود را فراباد ضمیر و
تمیز استادگان پایه سر بر عرش نظیر نمیدهد درین عرض عرض یک دفعه
عنایت خسروانی که بر افراد موجودات و احاد مکونات لاحق است شامل حال
تشت اشتغال دعا گو شده بود یعنی برای تجویز و تعیین و تطیقه ام فرمان نضا
جریان بر بعضی ابالی دولت که فی الحال معزول المنصب اندامت اصدا
پذیرفته بود آن خسته خسروان جسارت سد نف در مثال واجب الاستمال
نموده ظلم محکم اساس تو هم را بپیره دستی خبرگی شکسته باجهان
جهان حسرت پس از زنی کار خود نشانیند درین ایام مجدداً بذریعہ منقبت
حضرت العیوب المساین علی ابن ابی طالب علیه و آله و الصلوة والسلام که بتازگی
از خلوت لده جلوس نیت و صرف عقیدت بمنصه ظهور جلوه گستره
بود را بدقت عرض عاشیه نشینان بساط فیض مناظر رسانیده بودم و درین
وقت ربهای و اثنی بود که بمیان برکات منقبت حضرت منظر العجايب الخیر محاله غریب
نوار شایسته و بائسته صورت وقوع خواهد پذیرفت عاقبت لاهران
نیز بقسامد و عرائض طاق لسان ملحق گردید

رحال کوناهی از قسمت هست و اگر به نسبت کم تو جوی بودمان جلیله
سلطنت تو امان و خاندان علییه و خلافت مکان منصوریه که طنطنه قدر وانی و
آوازه زرشانی این سلسله قاف در گرفته بل بگنبد حضرت انور و پیمیده

است کنز محض و محض کنز است سیاهان طراز اودنگ مملکت و جهانمندی و
 زینت و بسیم مملکت و کشورستانی منزله پادشاهان کرپاس آسمان
 اساس را بخراب باسط بساط جود و اسالی نانی لوی بر و امثنتانی
 سر فراز دمممت از فرموده اند خلاصه الغرض تالیف نصب العین
 خاطر عبرت ذخایر ندویت کیش آنت که بیکیارگی بر سر آرزو و درنگ
 چارترک زده و هوی قلندرانه بر آورده احرام طواف عتبات عالیات که
 حاصله کونین ذیک مرام دارین است بر بند دو لیبیه زندگانی و در
 به جده پاشی شد مرا فتنه عرش آستان کرد بی پاسبان اهل بیت طین
 التیمة و الثنا بالنصام و ختم مرساند و یام و شام بدعا می دوام جاء و جوا
 و مزید عمر و اقبال داد و دین پایه خلد الله ملکه ایدار طیبه ان و عذب البیان
 گردد اکنون بر او هوس مناصب و مراتب را بیگ تمام نپسند باد گفت
 بزاد در احله که دین فیه عمیق بود و جسمیه متکفل تواند بود شفاعت کرده
 است یارب که این لوی بالغ عرصه و اسپین که جگر گزشت بهرم است
 علی اسرع الحال بقدر مکرمات شاهانه و شرف مرحمت خردانه ترن
 داین شاید تضرع آخرین که هر بخت کرده مشاط اصرار هست فی ظرفه العین
 کسوت قبول خدیوانه و پیرایه اجابت دادارانه پوشاد فقط

نشر خامنه

المنت للذکرم و شتر شهنشاہ استلیم سخنوری و نکته دانی و اورنگ
 آرای کشور و قیمت سنجی و معنی پروری نارس مضامین و یکتا زجوالنگاه
 فصاحت افصح الفصحی و ابلغ البلیغاً میرزا ناطق مکرانی که کلام مجرب انظارش
 مطبوع طبایع معنی پسندان و مرعوب خاطر سخن سبحان روزگار و هر مصرعه
 نقش خنده زن نظم تریا در هر فتره عبارتش غایت افزای سزاسره
 است و بزاران جستجو و تکالو مصرع مصرع و فقره فقره نکته سنج معنی شناس
 مشفق اشفتی نشی جواهر سسنگه جوهر تمسید رشیدان ممدوح که سخن را
 بطبع بندهش مناسبی تمام و معنی را با دطر نازک پیوندش ربطنی تام است
 و سر اہم آورده بحلیہ بطبع مجلیہ گردید جلوه مسروش تماشا ایال و نور انزلی
 نظر نظار گیان برگشت

تاریخ مولوی رفعت علی رفعت

قطعه تاریخ مولوی رفعت علی رفعت

چو کلیات ناطق استادی
 کرد کنز الجواہر در دہن او
 بطبع آمد ز طبع رفعت سیم سبت
 بنا بر شکر گلستان سخن او

کتابت

- اکرام - محمد شیخ غالب نامہ (زچو متضابطیشن) بمبئی -
 لاہور ۱۹۵۷ء
- باقتر - محمد پروفیسر ڈاکٹر پنجابی نئی ناری زبان میں
 لاہور ۱۹۵۷ء
- باقتر - محمد آغا بیان غالب
 لاہور ۱۹۵۷ء
- بخشانی، مقبول بیگ، پروفیسر ادب نامہ ایران
 لاہور ۱۹۵۷ء
- بزم ثقافت، کوٹہ ثقافت اور ادب اور ادبی بلان میں
 کوٹہ ۱۹۶۲ء
- بوچستان ڈسٹرکٹ گزیٹیئر جلد ہفتم، مکران
 بمبئی ۱۹۰۷ء
- بوچ محمد سردار خان } ہسٹری آف بلوچ لیس اینڈ بوچستان
 کراچی ۱۹۵۸ء
- دی گریٹ بلوچ } کراچی ۱۹۶۷ء
- خالدی، ابوالنصر محمد، تقویم ہسٹری و عیسوی
 کراچی ۱۹۵۲ء
- خان محمد صدیق حسن "شہنشاہِ سخن"
 بمبئی ۱۲۹۲ھ
- خلیل محمد ابناہیم مخدوم، تصحیح و حواشی سید حسام الدین راشدی
 کراچی ۱۹۵۸ء
- تکمد مقالات الشعراء
 لاہور ۱۹۱۱ء
- دلپری، اللہ سری رام، نمنانہ عجباوید - حصہ دوم
 لاہور ۱۹۱۱ء
- رضوی، مسعود حسن ادیب، متفرقات غالب
 الہ آباد ۱۹۲۷ء
- سبا، مولوی سید مظفر حسین روز روشن
 بمبئی ۱۲۹۵ء
- عبد الرشید خواجہ، تذکرہ طالب آملی
 کراچی ۱۹۶۵ء
- غالب کلیات غالب
 ناکسوز ۱۲۵

لکھنؤ ۱۸۸۴ء

الہ آباد ۱۹۲۱ء

لٹان ۱۹۶۸ء

کوئٹہ ۱۹۶۸ء

لاہور ۱۳۶۱ھ

لکھنؤ ۱۳۶۶ھ

لکھنؤ ۱۳۹۱ھ

لاہور ۱۹۲۴ء

کوئٹہ ۱۹۶۶ء

غالب، کلیات نثر غالب، بیع سوم
 غنی، ایم اے، پری متل پرشین ان ہندوستان
 مزیدی، نورا، خان بلوچ قوم اور اسکی تاریخ
 کوثر، انعام الحق، ڈاکٹر، بلوچستان میں فارسی شاعری

گلستان مسرت
 ہلق مکرانی، جوہر منظم
 نسخ، عبد الغفور خان کلکتوی، سخن شعراء
 نعمانی، مولانا شبلی، شمس العجم حصہ پنجم
 ورنادانندہ گل کوئٹہ، بولان نامہ

سائل

سلمان ہندو فیروز نکران — ما قبل تاریخ نوکین دور نکران نمبر ۱ کوٹھ

۱۶ مارچ ۱۹۶۷ء

سر بزریعہ عبد السمیع (۱) بلوچ اور بلوچستان: بلوچی دنیا، سلمان نمبر ۱۹۶۶ء

(۲) ناطق مکرانی، "ماہ نو"، کراچی اکتوبر ۱۹۶۶ء

شہوانی نظام محمد، گل محمد خان، ناطق مکرانی، "بلوچی دنیا" ملت ان پیج ۱۹۵۵ء

کامل الفتاویٰ سیدہ قدیم بلوچستان نمبر "بلوچی دنیا" سلمان جنوری - فروری

۱۹۶۱ء

۱۔ ناطق مکرانی، زبان فارسی ہندوش، کراچی مارچ

۱۹۶۰ء

۲۔ مکران کی ایک اہم ادبی شخصیت "امروز"

پاکستان نمبر ۲۲، مارچ ۱۹۶۰ء

۳۔ ناطق مکرانی، زبان انگریزی، "ٹریٹ پاکستان"

لاہور، اگست ۱۹۶۱ء

۴۔ ناطق مکرانی، انگریزی، جنرل پاکستان

ہسٹریکل سوسائٹی کراچی، اکتوبر ۱۹۶۱ء

۵۔ ناطق مکرانی، زبان بلوچی، "اولس بلوچی" کوٹھ

کوثر العام الحق، ڈاکٹر

- ۶۔ ناطق سکرانی (ریزیان انگریزی) بولان کوئٹہ سالانہ ۱۹۶۲ء
- ۷۔ شعر گوئی و قیلاّت و کوئٹہ ہڈل " ارقی ماہیت ہون ۱۱۳ "
- ۸۔ ایضاً رئیس اول، بولان کوئٹہ سالانہ ۱۹۶۵ء
- ۹۔ ناطق سکرانی " ترکیب دور " سکران نمبر، کوئٹہ
۱۶ مارچ ۱۹۶۴ء
- ۱۰۔ غالب و ناطق (ریزیان بلوچی) ادلس بلوچی
کوئٹہ - فروری ۱۹۶۹ء
- ۱۱۔ غالب و ناطق - (ریزیان اردو) افکار کراچی
غالب نمبر ۱۹۶۹ء
- ۱۲۔ ناطق و غالب (ریزیان فارسی) ہلال کراچی غالب نمبر ۱۹۶۹ء

خطوط

- ۱۔ مسلم ٹاؤن لاہور سے جناب مولانا غلام رسول مہر کے خطوط راقم الحروف
(انعام الحق کوثر) کے نام
- ۲۔ صوابی (مصلح مردان) سے جناب پروفیسر الفوز رومان پرنسپل
گورنمنٹ کالج کا خط مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۸ء

جملہ حقوق بحق اکیڈمی محفوظ

دومی بار	.	.	.	۱۹۶۹ء
تعداد	.	.	.	ایک ہزار
قیمت	.	.	.	تین روپے پچاس پیسے
پرنٹر	.	.	.	اسلامیہ پریس کوئٹہ
پبلشر	.	.	.	بلوچی اکیڈمی کوئٹہ